اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ
القرآن الحکیم ۲:۲۵۸

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

النور

جولائی۔ دسمبر ۲۰۲۴

خصوصی شمارہ حضرت مولوی محمد دین رضی اللہ عنہ

دوسرے مشنری ریاست ہائے متحدہ امریکہ

AHMADIYYA
MUSLIM COMMUNITY
United States of America

Muslims who believe in the Messiah
Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian
(May peace be on him)

حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ کا مختصر سوانحی خاکہ

آپؓ کی وفات کا اعلان کرتے ہوئے ہفت روزہ بدؔر، قادیان نے لکھا:

قادیان 3/شہادت (اپریل)۔روزنامہ الفضل ربوہ مجریہ 20/امان (مارچ) ہش کے حوالے سے ہم اپنے قارئین تک گہرے رنج اور افسوس کے ساتھ یہ اندوہناک خبر پہنچا رہے ہیں کہ سلسلہ کے ایک نہایت مخلص وممتاز خادم، بے نفس واقفِ زندگی اور مستجاب الدعوات بزرگ حضرت مولوی محمد دین صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ مورخہ 6/امان (مارچ) 1362ہش/1983ء کو بعمر قریباً 102 سال اس دارِفانی سے رحلت فرما کر عالمِ جاودانی میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولوی صاحبؓ کو 1901ء میں (بعمر قریباً 20 سال) سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ آپؓ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں گزارا۔ حضرت مولوی صاحبؓ کا بابرکت وجود ہر قسم کے تکلف اور تصنع سے بالکل پاک اسلامی تعلیمات کا حسین مرقع تھا۔ آپ 1903ء میں اپنے وطن لاہور سے ہجرت کر کے قادیان تشریف لائے اور پھر ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو رہے۔ ستمبر 1907ء میں جب سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ پاک علیہ السلام نے وقفِ زندگی کی پہلی منظّم تحریک فرمائی تو حضور علیہ السلام کی آواز پر والہانہ لبّیک کہنے والے ابتدائی تیرہ خوش نصیب خُدّام میں آپ کا نام ساتویں نمبر پر تھا۔ حضور علیہ السلام نے آپ کی درخواستِ وقف پر اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا:

”نتیجہ نکلنے کے بعد اس خدمت پر لگ جائیں۔“

چنانچہ آپ اپنے آقا کے ارشادِ گرامی کی تعمیل میں علیگڑھ سے فارغ التحصیل ہوتے ہی مستقل طور پر خدمتِ سلسلہ میں کمربستہ ہوگئے۔ بحیثیت طالبِ علم جہاں آپ ہر امتحان میں امتیازی کامیابی حاصل کر کے وظائف کے مستحق قرار پاتے رہے وہاں عملی میدان میں آپ کو ایک لمبے عرصہ تک جماعت کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کی سربراہی کا اعزاز حاصل رہا۔ چنانچہ 1909ء سے 1910ء تک آپ کا تعلیم الاسلام سکول قادیان میں بحیثیت سینئر ٹرینڈ مدرس تقرر عمل میں آیا۔ 1914ء سے 1921ء تک آپ اسی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے اس دوران آپ نے کچھ عرصہ ریویو آف ریلیجنز اردو وانگریزی کی ادارتی ذمہ داریاں بھی نبھائیں۔ جنوری 1923ء سے دسمبر 1925ء تک آپ امریکہ میں تبلیغ اسلام کے فرائض انجام دیتے رہے اور وہاں سے واپس آنے پر 1926ء سے 1942ء تک دوبارہ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول، قادیان اور 1943ء سے 1947ء تک ہیڈ ماسٹر و مینجر نصرت گرلز ہائی سکول قادیان کے اہم عہدوں پر مامور رہے ملکی تقسیم کے بعد اکتوبر 1947ء سے اپریل 1965ء تک آپ بحیثیت ناظرِ تعلیم صدر انجمن احمدیہ، ربوہ اور مئی 1966ء سے 1983ء تک صدر، صدر انجمن احمدیہ کے عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ گویا 1907ء سے لے کر 1983ء تک کا 76 سالہ طویل عرصہ آپ نے اپنے عہدِ وقف اور عہدِ خدمت کو نہایت شاندار اور قابلِ رشک انداز میں نبھا کر ایک حسین اور بہترین نمونہ قائم فرمایا۔ اللھمّ اجعل مثوہ فی اعلیٰ علیّین۔

(ماخَذ: ہفت روزہ بدؔر، قادیان پیشوایانِ مذہب نمبر، 7/اپریل 1983ء، صفحہ 12)

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النور

Al-Nur ریاستہائے متحدہ امریکہ

جلد ۴۶ | وفا۔ فتح 1403 ہش — جولائی۔ دسمبر 2024ء — محرّم۔ جُمادی الآخرہ 1446 ہجری | شمارہ ۷ تا ۱۲

اس شمارے میں

ادارتی بورڈ

لکھنے کا پتہ:

Al-Nur@ahmadiyya.us

Editor Al-Nur,

15000 Good Hope Road

Silver Spring, MD 20905

اور جب وہ حکم ہو کر آئے گا تو بغض اور شحناء کو دور کر دے گا

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ
وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (سورۃ الجمعہ: 3-4)

اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ:

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

مہدی ایک ایسے گاؤں سے مبعوث ہو گا جس کا نام کدعہ ہو گا

''در اربعین مذکور آمدہ است خروج از قریہ کدعہ باشد

بقول النبی صلّی اللہ علیہ وسلم يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا كَدْعَةَ وَ يُصَدِّقُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ اَقْصَى الْبِلَادِ وَ عَلٰى عدد بَدْرٍ بِثَلَاثِ مِائَةٍ وَثَلَاثَ عَشَرَ رَجُلًا وَ مَعَهُ صَحِيْفَةٌ مَخْتُوْمَةٌ فِيْهَا عَدَدُ أَصْحَابِهٖ بِاَسْمَآئِهِمْ وَ بِلَادِهِمْ وَ خِلَالِهِمْ.'' (جواہر الاسرار (قلمی نسخہ، صفحہ 43) مصنفہ حضرت شیخ علی حمزہ بن علی الملک الطوسی)

صاحب جواہر الاسرار لکھتے ہیں کہ اربعین میں یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مہدی ایک ایسے گاؤں سے مبعوث ہو گا جس کا نام کدعہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں نشان دکھائے گا۔ اور بدری صحابہؓ کی طرح مختلف علاقوں کے رہنے والے تین سو تیرہ 313 جلیل القدر صحابہ اسے عنایت فرمائے گا۔ جن کے نام اور پتے ایک مستند کتاب میں درج ہوں گے۔

نوٹ: کدعہ میں غالباً قادیان کی طرف اشارہ ہے۔

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ 769 مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن، اشاعت 2019ء، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ ۟ۙ وَ اِلَی السَّمَآءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ ۟ۙ وَ اِلَی الۡجِبَالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ ۟ۙ وَ اِلَی الۡاَرۡضِ کَیۡفَ سُطِحَتۡ ۟ۙ

(سورۃ الغاشیہ 88:18-21)

"قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ (الغاشیہ:18)۔ یہ آیت نبوّت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے اِبِل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سرّ ہے؟ کیوں اِلَی الۡجَمَل بھی تو ہو سکتا تھا؟

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جَمَل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور اِبِل اسمِ جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدّنی اور اجمالی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جَمَل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اسی لئے اِبِل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوّت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرَو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔ جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اِتّباعِ امام کا مسئلہ ایک مانا ہوُا مسئلہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدّنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔ پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے۔ اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔ پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہیے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی (البقرہ:198)۔"

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحات 393-394، آن لائن ایڈیشن، 1988ء)
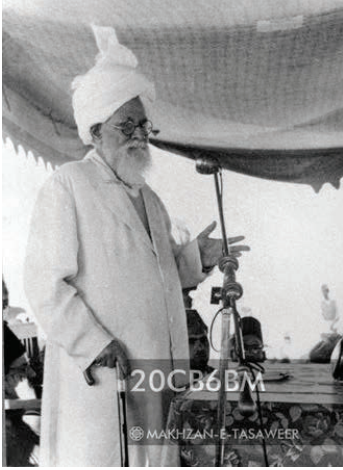
مؤمنانہ جذبات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تقریر بہ تقریب الوداعی پارٹی
برائے مبلغِ اسلام حضرت مولوی محمد دینؓ

6 جنوری کو جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے مبلغ اسلام کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے جو الوداعی ایڈریس دیے گئے۔ اور ان کے جواب میں جناب مولوی صاحب نے جو تقریر فرمائی۔ وہ دوسری جگہ درج ہیں ذیل میں حضرت خلیفہ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی وہ تقریر درج کی جاتی ہے۔ جو حضور نے دونوں ایڈریسوں اور جناب مولوی صاحب کی جوابی تقریر کے بعد فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

دنیا میں الوداعی پارٹیاں بھی دی جاتی ہیں۔ اور ایڈریس بھی پڑھے جاتے ہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں ہماری جماعت میں جس سچے رنگ سے الودائی پارٹیاں دی جاسکتی ہیں۔ اور دی جاتی ہیں۔ ویسی اور کسی جگہ نہیں دی جاتیں۔ اس لیے کہ بالعموم جو پارٹیاں دی جاتی ہیں۔ وہ زمانہ کے حالات کے ماتحت اور لازمی تغیّر کے وقت دی جاتی ہیں۔ مثلاً ڈپٹی کمشنر ضلع کو چھوڑ کر جارہا ہوتا ہے۔ یا گورنر صوبہ کو چھوڑ کر جاتا ہے۔ وہ خوش ہوتا ہے کہ میں جارہا ہوں۔ اور لوگ بھی جانتے ہیں کہ وہ جانے پر خوش ہے۔ پھر اس کا جانا ملک کے لیے نہ مضر ہوتا ہے نہ مفید بلکہ وہ ایک قانون کے ماتحت آتا اور اسی کے تحت چلا جاتا ہے لیکن باوجود اس کے الوداعی پارٹی دینے والے اس کے جانے پر غم ورنج کا اظہار کرتے ہیں۔ اور وہ بھی کہتا ہے مجھے آپ لوگوں سے جدا ہونے کا رنج ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں جو پارٹیاں دی جاتی ہیں۔ وہ بالکل اور رنگ کی ہوتی ہیں پھر وہاں جو پارٹیاں دی جاتی ہیں اَور حالات کے ماتحت ہوتی ہیں اور یہاں جو دی جاتی ہیں وہ اَور حالات کے ماتحت۔ وہاں تو اس لیے دی جاتی ہیں کہ ایک شخص اپنا کام ختم کر کے آرام کی زندگی گزارنے کے لیے جارہا ہوتا ہے لیکن یہاں اس لیے نہیں کہ کوئی آرام کی زندگی کے لیے کام ختم کر رہا ہوتا ہے بلکہ اس لیے کہ وہ دین اسلام کی خدمت کے لیے جارہا ہوتا ہے۔ پھر جس کو ٹی پارٹی دی جاتی ہے۔ اس کے خیالات اور جذبات کی مثال اس کی مانند نہیں ہوتی۔ جو ہندوستان میں اپنی ملازمت کا زمانہ ختم کر کے انگلستان جارہا ہوتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے مجھے آپ لوگوں سے جدا ہونے کا بہت غم ہے۔ حالانکہ اس کا دل اپنے وطن اور اپنے گھر جانے پر بہت خوش ہو رہا ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں تو وطن والا اپنے وطن کو چھوڑ کر تبلیغ کے لیے جارہا ہوتا ہے۔ وہ کام ختم کر کے اپنے اہل کے پاس نہیں جارہا ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے اہل کو چھوڑ کر کام کرنے کے لیے غیر ملک میں جارہا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے دل میں سچے جذبات ہوتے ہیں۔ اور ان کے ماتحت جو خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں وہ اپنے اندر صداقت اور سچائی رکھتے ہیں۔

جو ایڈریس طلباء اور اساتذہ کی طرف سے ماسٹر محمد دین صاحب کو دیے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں انہیں دلی خواہشات کا اظہار کیا گیا ہے اور ان میں بہت اعلیٰ درجہ کے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں خصوصاً اس میں جو عزیزی عبد السلام نے پڑھا ہے۔ اس کا طرز بہت اعلیٰ ہے اور اس میں سچے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ...

ماسٹر محمد دین صاحب نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں وہ دونوں ایڈریسوں سے اعلیٰ ہیں۔ وہ قلبی جذبات کا فوٹو اور اساتذہ اور طلبا کے لیے سبق آموز ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ انہوں نے کہا۔ انکسار کے ساتھ کہا۔ کیونکہ سچا مومن جب بھی ایک کام کو چھوڑ کے دوسرے کو اختیار کرے گا۔ تو یہی خیالات اس کے ہوں گے۔ اور سچے دل سے یہی آواز اس کے منہ سے نکلے گی ؎

من نہ کردم شما حذر بکنید

دیکھو حضرت عمرؓ جیسا انسان جس نے دنیا کو ہلا دیا۔ اور یورپ کے مصنفین نادانی سے ان کے کارناموں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ عمر، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی بڑا انسان تھا۔ اور ظاہری حالات ہی ایسے تھے۔ کہ دنیا یہی سمجھتی۔ لیکن دنیا یہ

کیوں بھول گئی کہ یہی شخص کئی سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے تو اپنا کچھ بھی اثر اور رسوخ نہ پیدا کر سکا۔ ہاں جب آپ کی غلامی میں آیا۔ تو یہی عمرؓ جو پہلے اونٹوں کے لالچ میں بے گناہ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آیا۔ تو اس نے دنیا کو ہلا دیا۔

بہر حال ان کی فتوحات کو دیکھ کر یورپین مصنف یہ کہتے ہیں عمر، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی بڑا تھا۔ مگر جب آپ فوت ہونے لگتے ہیں تو ان کی زبان سے یہی نکلتا ہے کہ لَا عَلَيَّ وَلَا لِيَ۔ میں کچھ مانگتا نہیں کہ میں نے یہ کام کیا یا وہ کیا۔ اس کا مجھے بدلہ دیا جائے۔ بلکہ میری یہی درخواست ہے کہ مجھ سے جو غلطیاں ہوئی ہیں۔ وہ معاف کی جائیں۔ [بخاری ۱۳۹۲]

تو سچا مومن اور ایماندار شخص یہی کہتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا اور نہ کر سکتا ہوں۔ خدا کے فضل سے ہی ہو گا۔ جو کچھ ہو گا۔ اور سچے دل سے یہ کہتا ہے۔ میرے نزدیک یہ کہنے کا ہر شخص کے لیے موقع آتا ہے۔ مگر ہر شخص اس موقع سے اس طرح فائدہ نہیں اُٹھاتا جس طرح اٹھانا چاہیے۔ اور ہر شخص اپنی طاقتوں کو پورے طور پر استعمال نہیں کرتا۔ اگر سب انسان خدا تعالیٰ کی دی ہوئی ہر طاقت کو اسی طرح استعمال کریں جس طرح کرنا چاہیے۔ اور اس میں کوتاہی نہ ہونے دیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیوں بن جائیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کسی اور کا نہ بننا ہی بتاتا ہے کہ سب خداداد طاقتوں کا صحیح صحیح استعمال نہیں کیا جاتا۔ اور اس کمال تک استعمال نہیں کیا جاتا کہ کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن سکے، اسی وجہ سے تفاوتِ مدارج ہے۔ لیکن باوجود اس کے ضرورت ہے اس بات کی کہ جب انسان کام سے فارغ ہو اور کام میں کامیابی نصیب ہو تو اس وقت بھی اس کے دل میں یہی جذبات ہوں جو کام کے ابتدا میں ہوتے ہیں یہی خیالات ہوں جو کامیابی سے پہلے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ کام شروع کرتے وقت تو اس قسم کے خیالات سب لوگوں میں ہوتے ہیں حتّٰی کہ دہریہّ بھی یہی کہتے ہیں، ہم کمزور ہیں ہم سے یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ لیکن جب کام ختم ہو جائے اور پلٹن کا زمانہ آجائے اس وقت بھی یہی خیالات ہوں یہی جذبات ہوں یہی احساسات ہوں، تب خوشی کی بات ہے۔ لیکن اگر اس وقت نہ ہوں اور اکثر لوگوں میں نہیں ہوتے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا کو دھوکہ دینے کے لیے اور اپنے آپ کو بڑا بنانے کے لیے ابتدا میں ایسے خیالات ظاہر کئے گئے تھے۔

یہی جذبات جو ماسٹر محمد دین صاحب نے ظاہر کئے ہیں۔ انہی کو لے کر لوگ اُٹھتے ہیں لیکن جب کام ختم کر لیتے ہیں۔ تو اس وقت کہتے ہیں ہم نے یہ کیا اور ہم نے وہ کیا۔ پہلے وہ خدا کو دھوکہ دینے کے لیے عاجزانہ طور پر اس کے آگے گر کر کہتے ہیں۔ ہم کچھ نہیں۔ ہم بہت کمزور ہیں۔ تو ہی کرے گا تو یہ کام ہو گا۔ لیکن جب ان کے گرنے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمت آتی ہے۔ اور اس کا فضل کام کرا دیتا ہے۔ تو کہتے ہیں ہم نے یہ کام کیا۔ مگر قوم نے ہماری قدر نہ کی۔ ہم نے یہ کام کیا مگر جماعت نے ہماری عزّت نہ کی ہم نے دکھ اُٹھا کر کامیابی حاصل کی۔ لیکن اس کا بدلہ کچھ نہ ملا۔ یہ خیال ایسے انسانوں کو ضائع اور برباد کر دیتے ہیں۔

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو کہنے کو تو کہتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں، اللہ کے لیے کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہی فضل سے ہوتا ہے۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے اور جب آکر کہتے ہیں تو واقعہ میں اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھتے ہیں اور اُسی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے تذلّل کو دیکھ کہ ان کی مدد اور نصرت کرتا ہے۔ اور دنیا دیکھتی ہے کہ ان کے ذریعہ تغیر عظیم پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ایسا ہو تا ہے۔ اور بوجہ اس کے ایسا ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے نفس کو گرایا۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل آیا تو اس وقت انہیں یاد نہیں رہتا کہ ہم نے کام شروع کرتے وقت یہ اقرار کیا تھا ہم ناقابل ہیں۔ اور فی الواقعہ وہ ناقابل تھے۔ وہ ماضی پر نگاہ کر کے کہتے ہیں۔ ہم نے یہ کام کیا۔ مگر وہ اس سے پہلے زمانہ کو بھول جاتے ہیں۔ جب سچے دل سے وہ اپنی نالائقی کا اقرار کرتے تھے۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ انہیں کامیابی ہوئی تھی۔ اس وقت وہ اُمید وار ہوتے ہیں کہ انہیں اعلیٰ مدارج حاصل ہوں۔ اس وقت اُن کی خواہش ہوتی ہے کہ انہیں جماعت پر حکومت حاصل ہو۔ اس وقت وہ چاہتے ہیں کہ دوسروں کے سروں کو اپنے سامنے جھکائیں۔ اور اگر یہ باتیں انہیں حاصل نہیں ہوتیں۔ تو بلعم باعور کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت اگر ان پر موت آجائے تو قریب ہے کہ جہنم میں ڈالے جائیں۔ اس وقت بھی یہی احساسات ہونے چاہئیں جو ابتداء میں ہوتے ہیں۔ دیکھو نبیوں کی کیا حالت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ آپ نے اس وقت کہا جب آپ کام ختم کر کے فاتح جرنیل کی طرح جا رہے تھے تو درحقیقت یہ خیالات ہر شخص کے دل میں ہونے چاہئیں۔ اور ہماری جماعت کے لوگوں میں جب تک یہ خیال نہ ہوں گے، کامیابی نہ حاصل ہو سکے گی۔ دیکھو ہماری مثال بھی یہی ہے جیسے چودھری فتح محمد صاحب نے اپنی چھوٹی لڑکی کے متعلق سنایا کہ ایک دن وہ کہنے لگی۔ ابّا مجھے بھی کنوئیں پر لے چلو۔ چودھری صاحب نے پوچھا۔ کیوں؟ تو کہنے لگی۔ میں بھینس کو اُٹھاؤں گی۔ اُسے کہا گیا۔ وہ تو بہت بڑی ہوتی ہے کس طرح اُٹھاؤ گی۔ کہنے لگی۔ اگر بھینس کو نہیں تو اس کے بچے کو اٹھاؤں گی۔ یہ

تو ہنسی کی بات تھی۔ مگر ہمارا یہ خیال کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے۔ اور کفر کو مٹانا ہے۔ حالانکہ ہمارے اندر ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کے خیالات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو یورپ کے فلسفہ سے متاثر ہو جاتے ہیں ایسے لوگ ہیں جو دین کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دیتے ہیں ایسی حالت میں دنیا کو فتح کرنے کا ہمارا خیال بچہ کے بھینس کو اٹھانے کے خیال سے بھی بہت بڑا خیال ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ سورج سے کھیلنے چاند کو پکڑنے کا خیال ہو۔ جس طرح یہ ناممکن اور جنون کی علامت ہے اسی طرح ہمارا یہ خیال بظاہر نظر آتا ہے کہ ہم دنیا کو فتح کر لیں گے اور پھر تلوار سے جسموں کو نہیں جیسا کہ بادشاہ کر لیا کرتے ہیں بلکہ دلوں کو، رسوم کو، خیالات کو، تمدّن کو، معاشرت کو بدل دیں گے۔ حالانکہ یہ تو ساری دنیا کے بادشاہ بھی مل کر نہیں کر سکتے۔ کجا ہم ماتحت لوگ یا بالفاظ دوسرے لوگوں کے انگریزوں کے غلام کریں۔

پر ہمارا یہ دعویٰ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ اور ہماری کمزوریوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے بہت بڑا دعویٰ ہے اس صورت میں اگر ہم سے کچھ کام ہو جائے ہمیں کوئی کامیابی حاصل ہو جائے تو یہی سمجھنا چاہیئے کہ یہ ہماری کمزوری ہمارے انکسار کا نتیجہ ہے یا ہماری کمزوریوں پر خدا نے رحم کیا ہے لیکن جب کام ہو جائے اور سمجھا جائے کہ ہم نے خود کیا ہے تو ہم سے زیادہ احسان فراموش کوئی نہیں ہو گا۔ مگر کہنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگ ہیں جو ایک حد تک کام کرتے ہیں اور جب کچھ کام ہو جاتا ہے۔ تو اپنی قدر منزلت کی امید رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ اس کام کی وجہ سے ان کے آگے جھکیں۔ اس وقت ان کے سینہ سے ایمان نکل رہا ہوتا ہے اور نہایت خطرناک مرحلہ پر پہنچے ہوتے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں ایسے لوگوں کے لیے اور دوسروں کے لیے بھی کہ ان میں ہر وقت یہی احساسات رہنے چاہئیں کہ ہم کمزور اور ناطاقت ہیں ہم سے کچھ نہیں ہوا۔ جو کچھ ہوا۔ خدا کے فضل سے ہوا اور یہ احساسات تمہارے مرنے تک رہنے چاہئیں۔ اگر اسی حالت میں مرو تو یقیناً ایماندار مرو گے۔

پس یہ جذبات صحیح جذبات ہیں۔ اور ہر انسان میں پیدا ہوتے ہیں۔ مگر ضرورت ان کے قائم رکھنے کی ہے۔ تم ان جذبات کو قیمتی ہیروں کی طرح سمجھو۔ اور پوری طرح حفاظت سے رکھو۔ تمہارے ہاتھ کٹ جائیں۔ دانت ٹوٹ جائیں۔ مگر کوئی چیز ان کو تمہارے ہاتھ سے نہ چھڑا سکے۔ جس طرح ماں بچہ کو خطرہ کے وقت اپنے سے جدا نہیں ہونے دیتی۔ اسی طرح تم ان کی حفاظت کرو۔ ایک جنگ کا ذکر ہے کہ ایک جھنڈا بردار کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ تو اس نے دوسرے میں پکڑ لیا۔ دوسرا کٹ گیا۔ تو گھٹنوں میں پکڑ لیا۔ اور اس وقت تک نہ چھوڑا۔ جب تک اس کی گردن نہ کاٹ دی گئی۔ تم ان جذبات کو اس جھنڈے سے زیادہ مضبوطی، زیادہ احترام، زیادہ زور اور زیادہ کوشش کے ساتھ پکڑو۔ اور ایسا پکڑو کہ کبھی نہ چھوٹیں۔ کیونکہ اگر چھوٹ جائیں تو سوائے تحت الثریٰ کے اور کہیں ٹھکانا نہیں۔ اور اگر پکڑے رہو گے تو ہر جگہ اور ہر میدان میں کامیاب رہو گے۔

اس کے بعد میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ماسٹر صاحب کی مشکلات کو دور کرے۔ اور ان کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔

(اخبار الفضل قادیان دارالامان، 15 جنوری 1923، صفحات 3-4)

جنگِ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا — دِل گھٹا جاتا ہے یا ربّ سخت ہے یہ کارزار

ہر نبیٔ وقت نے اِس جنگ کی دی تھی خبر — کر گئے وہ سب دعائیں با دو چشمِ اشکبار

اَے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ — وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار

جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگِ روس اور جاپان سے — مَیں غریب اور ہے مقابل پر حریفِ نامدار

دِل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچ کر — اے مری جاں کی پناہ فوجِ ملائک کو اُتار

بسترِ راحت کہاں اِن فکر کے ایام میں — غم سے ہر دن ہو رہا ہے بدتر از شَب ہائے تار

لشکرِ شیطاں کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا — بات مشکل ہو گئی قدرت دکھا اے میرے یار

نسلِ انساں سے مدد اب مانگنا بیکار ہے — اب ہماری ہے تری دَرگاہ میں یاربّ پُکار

درّ ثمین

نئی دنیا کو مسلمان بنانے کا عزم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی امریکہ جانے والے مبلغ کو ہدایات

مکرمی ماسٹر صاحب!

السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو خود آپ کے فرائض پر آگاہ کرے۔ مگر میں بھی اپنا فرض ادا کرنے کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات لکھ کر دیتا ہوں جو خدا کرے مفید اور بابرکت ثابت ہوں۔

اسلام کی حقیقت

اسلام ایک سوسائٹی کا نام نہیں بلکہ ایک مذہب ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ ایک انجمن نہیں بلکہ ایک خدا کی قائم کردہ جماعت ہے۔ پس اس پر کسی اور چیز کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ اسے دوسری چیزوں پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ آپ ایسے ملک میں جاتے ہیں۔ جہاں کے لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے نزدیک سچے مذہب کی علامت یہ ہے کہ ضرورت وقت کے مطابق تبدیل ہوسکے۔ اور اسلام کے نزدیک سچا مذہب وہ ہے جو فطرت کا صحیح رہنما اور راست باز آئینہ ہو۔ پس اس سے بدلنا بیماری ہے نہ کہ صحت۔ اس امر کو وہ لوگ تنگ خیالی اور جہالت خیال کرتے ہیں۔ پس سب سے زیادہ اس دشمن کے حملوں کو آپ نے دور کرنا ہے۔ اور اس کے پنجوں سے لوگوں کو چھڑانا ہے۔ مذہب کی حقیقی عظمت ثابت ہو چکنے کے بعد پھر راستہ بالکل آسان ہو جاتا ہے۔

تبلیغ کے دو پہلو

یاد رکھیں کہ تبلیغ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ اپنوں کے لیے اور غیروں کے لیے۔ جب تک ان دو پہلوؤں کو آپ نہ سمجھیں گے۔ آپ کا کام مکمل نہ ہو گا۔ اس وقت تک جو مبلغ گئے ہیں۔ انہوں نے اس پہلو کو سمجھا ہے۔ جو غیروں کے لیے ہے۔ اور اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جو اپنوں کے لیے ہے۔ بیشک اگر ان لوگوں کے سامنے جو ابھی اسلام کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ہم اس امر پر زور دیں کہ اسلام کے سب حکموں کو ماننا چاہیے۔ تو ضرور ہے کہ ان کے دل پر یہ اثر پڑے۔ کہ ہم ان کو مسیحیوں کی مانند ہر ایک بات کو بلا ثبوت ماننے کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن اگر ہم ان لوگوں کے سامنے جو اسلام کو سچا تسلیم کر چکے ہیں۔ اس امر پر بار بار اور مؤثر طریق سے زور نہیں دیتے کہ وہ کلام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہو جائے اس کے احکام اور اس کی جزئیات پر اسی قدر احتیاط سے عمل کرنا ضروری ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جس قدر کہ ایک ڈاکٹر کی ہدایات پر۔ تو وہ عمل میں کمزور رہ جائیں گے۔ جو لوگ بچوں کو اس وجہ سے تعلیم نہیں دیتے کہ ابھی یہ بچہ ہے۔ ان کے بچے نہایت بد اخلاق ہوتے ہیں۔ صرف انہیں کے بچے اخلاق فاضلہ کو حاصل کرتے ہیں جو استقلال اور اصرار سے گو حکمت عملی اور محبت سے بچوں کو اخلاق فاضلہ کے حصول کی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ جس طرح انسانی زندگی کا بہترین حصول علم کا وقت بچپن ہے۔ اسی طرح ایک نَو مسلم کی زندگی میں تغیر پیدا کرنے کا بہترین وقت اس کے اسلام لانے کے قریب کا زمانہ ہے۔ جس طرح بڑے ہو کر بچہ کے سیکھنے کا وقت نکل جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد نو مسلم کے اندر تغیر پیدا کرنے کی قابلیت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کا تازہ جوش سرد پڑ جاتا ہے۔ اور ٹھنڈے لوہے کو کوٹنے سے کچھ نہیں بنتا۔

پس ایک جلسہ خاص نو مسلموں کے لیے کرکے اس میں اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنے کی طرف توجہ دلانی چاہیے۔ اور ایک جلسہ عام تبلیغ کا ہونا چاہیے۔ جس میں عام وعظ ہو۔

اسلامی اخلاق اور ان کی پابندی

اس امر پر خاص زور دینا چاہیے کہ اسلامی اخلاق کیا ہیں۔ اور ان کی پابندی مسلم کے لیے اعلیٰ روحانی مدارج کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ اخلاق روحانیت نہیں ہیں۔ لیکن وہ روحانیت کے حصول کی پہلی سیڑھی ہیں۔ اور اگر ہم اسلام لا کر بھی خدا تعالیٰ سے اپنا کوئی تعلق محسوس نہیں کرتے۔ تو گو ہم ایک آگ سے نکل آتے ہیں مگر اس مقصد کو ہم نے ہرگز حاصل نہیں کیا جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ بات عقل کے خلاف ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں صرف آگ سے بچنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اگر یہی بات تھی۔ تو ہم اپنی پیدائش سے پہلے آگ سے محفوظ تھے۔ ہمیں آگ سے بچنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ابدی راحت اور ابدی زندگی اور ابدی قرب الی اللہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کا حصول ہمارے لئے ضروری ہے۔ ہمارا سچے مذہب کو مان لینا تو صرف ایسا ہی ہے جیسے اس امر کو معلوم کرنا کہ فلاں مرض کی فلاں دوا ہے جب تک اس دوا کو ہم استعمال نہیں کر لیتے اس وقت تک ہمیں اس سے کچھ فائدہ نہیں۔

نَو مسلموں کا مرکز سے تعلق پیدا کرنا

یاد رکھیں۔ جب تک سلسلہ کے مرکز سے انہیں ایسا ہی تعلق پیدا نہیں ہوتا جس طرح کہ یہاں کے لوگوں کو ہے۔ اس وقت تک ان کا ایمان محفوظ نہیں۔ پس ان کے ایمان کی حفاظت کی فکر کریں۔ اور خلیفۂ وقت اور قادیان سے ان کو ذاتی تعلق پیدا کرانے کی کوشش کریں۔ ان کے اچھی طرح ذہن نشین کریں کہ قادیان کے باشندے کوئی خصوصیت نہیں رکھتے۔ وہ تو مختلف جہات سے جمع ہونے والے مخلصین ہیں۔ مرکز کے معنی احمدیت کے لحاظ سے یہ نہیں ہیں کہ کوئی خاص جماعت حکومت کرے۔ بلکہ اس سے مراد وہ خاص لوگ ہیں جو اسلام کے محافظ ہوں۔ اور اس کے مخلص خادم ہوں۔ امریکہ کے لوگ ہوں خواہ یورپ کے خواہ کسی اور ملک کے۔ وہ اسی طرح سلسلہ کی خدمت کا حق رکھتے ہیں جس طرح اہل ہند۔ ہاں شرط یہ ہے کہ وہ اسلام اور سلسلہ کو صحیح طور سے پڑھیں۔ اگر وہ اس طرح تفقہ حاصل کریں تو کوئی امتیاز اُن کو اس روحانیت سے نہیں روک سکتا۔ جو اس وقت ان کو حاصل ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی خدمت میں بسر کر کے ان سے علم دین کو حاصل کیا۔ اور اس پر بصد اخلاص عامل ہوئے۔

عاشقانہ ایمان

یاد رکھیں کہ کوئی قوم بحیثیت قوم جمع نہیں رہ سکتی۔ جب تک کہ اس کو جمع کرنے والی رسی مضبوط نہ ہو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہی خواہی اور دنیا کی خاطر تکالیف کے اٹھانے کے واقعات بتا بتا کر ان لوگوں کے دل میں آپ کی اور سلسلہ کی محبت کو ایسا مضبوط کریں کہ فلسفی ایمان سے نکل کر وہ عاشقانہ ایمان پر قائم ہو جائیں کہ اس ایمان کے بغیر نجات نہیں۔

نَو مسلموں کو تعلیم دینے کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی کتب کا مطالعہ قرآن کریم اور حدیث کے ساتھ جاری رکھیں۔ اور کبھی کبھی آپ کی کتب سے خاص احمدیوں کے جلسوں میں لیکچر دیا کریں تا کہ ان کو ان سے دلچسپی پیدا ہو۔ اسی طرح میرے خطوں میں چونکہ واقعات حاضرہ کو مد نظر رکھا جاتا ہے ان سے بھی مضامین لوگوں کو سناتے رہا کریں۔

قربانیاں کرنے کی تعلیم

یہ یاد رکھیں کہ جس طرح بعض لوگ قربانیوں سے بھاگ جاتے ہیں۔ بعض لوگ قربانیوں سے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کو خدا پسند بھی کرتا ہے۔ پس لوگوں کو ہمیشہ سلسلہ کے لئے قربانیاں کرنے کی تعلیم دیتے رہا کریں۔ اور تحریک جاری رکھا کریں۔ اس سے آہستہ آہستہ لوگ مضبوط ہو جائیں گے۔

اخلاقی اصلاح کے لئے ایک نکتہ

میں نے اخلاق پر پہلے زور دیا ہے۔ اس کے متعلق ایک بات کو یاد رکھیں کہ ایک محاورہ کثرت سے استعمال کریں۔ اور نامعلوم طور پر نومسلموں میں اس کے استعمال کو رائج کریں۔ اس سے عظیم الشان فوائد حاصل ہوں گے۔ اور دنیا ایک عجیب پلٹا کھائے گی۔ اور وہ اسلامی اخلاق کا محاورہ ہے۔ جب کسی بدی کا ذکر کریں۔ تو کہیں یہ غیر اسلامی خلق ہے۔ اور جب نیکی کا ذکر کریں۔ تو کہیں یہ اسلامی شعار اور خلق ہے۔ اور مثلاً کسی قوم کی تباہی کا ذکر کریں۔ تو کہیں کہ اگر وہ اسلامی اخلاق کی پابندی کرتی تو کیوں تباہ ہوتی۔ اس نکتہ کو یاد رکھیں۔ فوائد عظیمہ حاصل ہوں گے انشاء اللہ - جو لوگ اس نصیحت پر عمل کریں گے اگلی نسلیں ان کے احسان کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گی۔ اور ان کے لیے دعا کریں گی۔ انشاء اللہ۔

دعا کی تاکید

دعاؤں پر زور دیں۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیں۔ یہ چیز دل کے لئے عجیب تسکین دہ ہے۔ دل دُعا سے مضبوط ہوتا ہے۔ اور ایمان سیراب ہوتا ہے۔ ایمان کا پہلا ثمرہ دعا ہے۔ اور دعا کا پہلا ثمرہ ایمان ہے جس طرح ہر بیج درخت سے پیدا ہوتا ہے اور ہر درخت بیج سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح دُعا ایمان سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ایمان دعا سے پیدا ہوتا ہے اور پھر نہیں کہہ سکتے کہ کون کس سے پیدا ہوُا۔

کالے گورے سب برابر ہیں

ہمارے لئے سب قومیں برابر ہیں۔ پس حبشیوں اور سفید رنگ والوں کو یکساں سمجھیں مگر لوگوں کے احساسات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ جس طرح جسم کو تکلیف دینی منع ہے۔ دل کو تکلیف دینی بھی منع ہے۔ پس جب تک اسلام یا ایمان یا اخلاق یا جماعت کے فوائد کو نقصان نہ پہنچتا ہو۔ لوگوں کے احساسات کا خیال رکھیں مگر چاہیے کہ نو مسلموں میں سے قومی منافرت کے دُور کرنے کی کوشش کریں۔

مبلغ کی سیاست سے علیحدگی

مبلغ کے لئے سیاست سے الگ رہنا ضروری ہے۔ پس اس مسئلہ کے متعلق خواہ دل میں کسی قدر ہی جوش کیوں نہ پیدا ہو - خاموش رہیں۔ اور صرف اخلاقی پہلو پر زور دیں۔ اور ہر فریق کو زیادتی سے روکیں اور اس کے بعد اپنے کام کو ختم سمجھیں۔ جس طرح یہ سچ ہے کہ قیصر کا حق قیصر کو دو۔ اور خدا کا حق خدا کو دو۔ اسی طرح یہ

بھی حق ہے۔ کہ زید کا کام زید کے سپرد کرو۔ اور اپنا کام خود کرو۔ جو ڈاکٹر ایک غریق کو سانس دلاتے ہوئے اپنے کام کو چھوڑ کر ایک مزدور کے سر پر گھانس رکھوانے کے لئے چلا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ احمق کوئی نہیں بے شک وہ ایک اچھے کام کے لئے گیا۔ اور دوسرے کی مدد کے لئے گیا۔ مگر اس وقت گیا۔ جب اس سے اہم اور اس سے مقدم فائدہ پہنچانے میں وہ مشغول تھا۔ پس اس نے اپنی زندگی کو دنیا کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ نقصان کے لئے خرچ کیا۔

مبلّغ کا استقلال

قرآن کریم پر تدبر کرتے رہیں۔ اور یورپ کے خیالات کی رَو میں بہنے سے بچیں۔ انسان بہت دفعہ غیر معلوم طور پر اثر قبول کرتا ہے۔ اور یہی خطرناک ہوتا ہے۔ مبلغ کو ایک چٹان ہونا چاہیے۔ جس پر لوگ آکر نجات حاصل کریں نہ ایک گھانس کا گٹھا جو نہ دوسروں کو پناہ دے اور نہ خود اس کا کوئی مقام ہو۔ چاہیے کہ اپنے ایمان کو خدا کے نور سے مضبوط کرتا رہے۔ اور اس کا طریق یہ ہے کہ وہ ہر ایک امر کو منفردانہ طور پر نہ دیکھے بلکہ اس طرح دیکھے کہ کیا یہ اسلامی روح کے مطابق ہے۔ اس طرح غور کرنے سے کئی باتیں جو چھوٹی نظر آتی تھیں بڑی نظر آنے لگیں گی۔ اور وہ ٹھوکر سے بچ جائے گا۔ اور پھر بھی جو بات سمجھ میں نہ آوے۔ اس کے متعلق مرکز سے دریافت کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس بات کا صحیح اندازہ مرکز سے ہی لگ سکتا ہے کہ حقیقت اور روح کیا ہے۔

عورتوں سے مصافحہ کرنا

عورتوں سے مصافحہ کرنے کی رسم کو اب چھوڑنا چاہیئے۔ اور خود عورتوں کے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہیے کہ وہ اس سے بچیں جب عورتوں کی ایک جماعت ایسی تیار ہو جائے گی۔ تو وہ خود دوسروں کو سنبھال لے گی۔ یاد رکھیں کہ عورتوں کے اندر ایمان کی ایک خاص مناسبت ہے ایک دو مخلص عورتوں کو خوب سمجھا کر وہ باتیں جو عورتوں سے متعلق ہیں۔ ان کے دلوں میں خوب رچا دیں۔ پھر دیکھیں کہ وہ کس طرح سیف مسلول بن کر دوسری عورتوں کو اپنا ہم خیال بنا لیتی ہیں۔ یہ کام بغیر عورتوں کی مدد کے نہ ہو گا۔ اور اگر عورتوں کی غیرت کو بھڑکا دیا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ بعض وہم اسلام کے راستہ میں کس قدر روک ہیں۔ (اور یہ کام صرف انفرادی طور پر ہو سکتا ہے) تو پھر دیکھیں وہ خود کس طرح دوسروں کو سیدھا کر لیتی ہیں۔ اور آپ کا بوجھ ہلکا کر دیتی ہیں۔

لغو کاموں سے پرہیز

ایسے تمام مواقع سے بچیں جو تہمتوں کا موجب ہوں۔ اور ایسی تمام مجالس سے بچیں جو لغو کاموں پر مشتمل ہوں کہ یہ تبلیغ کے کاموں میں روک ہو جاتے ہیں۔

سادہ اور بے تکلّف زندگی

اپنی زندگی سادہ اور بے تکلف بنائیں۔ اور اپنی موجودہ زندگی کو یاد رکھیں۔ انسان جب دوسروں کو دیکھتا ہے تو بھول جاتا ہے کہ وہ پہلے کس طرح رہتا تھا۔ اور یہ چیز اس کے لئے پہلی ٹھوکر ہوتی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہاں کے ان سامانوں کو استعمال نہ کریں۔ جو کام کے لئے مفید ہوں اور ان کے ذریعہ سے کام کی وسعت میں مدد ملے۔ مگر میرا یہ مطلب ضرور ہے کہ صرف اس خیال سے کہ لوگ میرا رعب نہیں مانیں گے۔ ایسی زندگی بسر نہ کریں جو یہاں کی رہائش کے مقابلہ میں عیاشانہ اور آرام طلبی کی زندگی کہلا سکتی ہے۔ چاہیے کہ اپنا لباس اسلامی رکھیں میرا مطلب اسلامی لباس سے وہ لباس ہے جسے خدا کے مقدسوں نے پسند کیا۔ یعنی لمبے کوٹ اور نماز میں سہولت پیدا کرنے والا لباس۔ پادریوں میں بھی اس لباس کا رواج بتاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام بھی ایسا ہی لباس پہنتے تھے۔ پس یورپین فیشن کو اختیار نہ کریں۔ کوٹ کی جگہ ہماری طرز کا ہی کھلا کوٹ بلکہ چونکہ وہاں سردی زیادہ ہوتی ہے۔ عبا کی طرز کا کوٹ ہو۔ پتلون کی بجائے اونی ڈرایرز اور اوپر سلوار یا ایسا دیسی لباس جس سے نماز میں آسانی رہتی ہے۔ انگریزی ٹوپی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت نا پسند تھی۔ گو حرام نہیں۔ مگر ہمیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیے۔ پس یا پگڑی باندھیں۔ یا ترکی ٹوپی کا استعمال کریں۔ پگڑی قریب تر اسلامی شعار ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہایت پسند تھی ایسے لباس بجائے تبلیغ میں روک ہونے کے اس کے لئے ایک محرک ہو جاتے ہیں۔ اور ظاہری طرز کے نہ بدلنے سے دل کو بھی وہ تقویت حاصل ہوتی ہے۔ جس سے وہ بھی نہیں بدلتا۔

پہلے مبلغین کی خدمات کا اعتراف

مفصل رپورٹیں بھیجتے رہیں۔ اور ان ہدایات کو مدنظر رکھ کر ان کے مطابق رپورٹیں بھیجیں۔ اور یاد رکھیں کہ پہلے کارکنوں کے راستہ میں جو روکیں اور مشکلات تھیں وہ آپ کے راستہ میں نہ ہوں گی۔ پس جو آپ کو کامیابی ہو وہ خدا کے فضل سے ان کی کوششوں کے نتیجہ میں ہو گی۔ پس ان کے کاموں میں عیب لگانے کی طرف مائل نہ ہوں۔ بلکہ ان کی خدمات کا دل اور زبان اور قلم سے اعتراف کریں کہ احسان فراموشی اور ناشکری خطرناک جرائم سے ہے۔ ہر ایک میں نقص ہوتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی نقص نظر آویں تو اسی طرح آپ میں بھی ضرور نقص ہوں گے۔ پس ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنے میں عمر کو ضائع نہ کریں۔ بلکہ ایک دوسرے کی مدد سے عیبوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ مومن مومن کے لئے بمنزلہ آئینہ ہوتا

ہے۔ پس چاہیے کہ اس میں اپنی شکل کو دیکھے۔ نہ کہ آئینہ پر حرف گیری کرے۔

خلیفہ کی اطاعت

زندگی کا اعتبار نہیں۔ اس امر کو خوب یاد رکھیں کہ ہم آدمیوں کے پرستار نہیں خدا کے بندے ہیں ۔ جو شخص بھی اور جب بھی مسند خلافت پر بیٹھے اس کی فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائیں۔ اور یہی روح اپنے زیر اثر لوگوں میں پیدا کریں۔ اسلام تفرقوں سے تباہ ہوا اور اب بھی سب سے بڑا دشمن یہی ہے۔ کاش انسان اس دل کو نکال کر پھینک دیتا۔ جو اسے نفسانیت کی وجہ سے سلسلہ کے مفاد کو قربان کرنے کی تحریک کرتا ہے۔ گو بعض دفعہ نیکی کے رنگ میں بھی یہ تحریک ہوتی ہے۔

مَن فارق الجماعت فلیس منا۔

سابقوں کا حق

سابقوں کا ایک حق ہوتا ہے۔ اس حق کو ہماری جماعت نے بالکل نہیں سمجھا خدا اس کی سزا سے اس کو بچائے۔ پیغامیوں کے جدا ہونے سے خیال کر لیا گیا ہے کہ ہر ایک جو بڑا ہے۔ اسے چھوٹا ہو جانا چاہیے۔ یہ ایک مرض ہے نہ معلوم اس کا انجام کیا ہو؟ اللہ رحم کرے۔ اللہ رحم کرے۔ بجائے پکڑنے کے آنکھیں دے۔ اور بجائے گرفتار کرنے کے اصلاح کی توفیق دے۔ جب تک قدیم لوگ جنہوں نے اُنیس سَو سے پہلے کے زمانہ میں دین اور سلسلہ کی خدمت کی ہے۔ عظمت اور قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھے جائیں گے۔ اور جب تک وہ اپنے ایمان پر قائم ہیں ان کی کمزریوں کے باوجود ان کا ادب اور احترام نہ کیا جائے گا۔ وہ روح جماعت میں نہ پیدا ہو گی جو مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کرنی چاہی تھی ۔ نئے لوگ شاید انتظام اچھا کر دیں گے۔ مگر وہ دل اچھے نہیں کر سکیں گے جو پہلوں کو نکال کر خود ان کی جگہ لینا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ صبر نہیں کرے گا۔ جب تک ان کو وہ نہ نکال لے۔ اور یہ خوف کا مقام ہے ۔ پس سابقوں کی محبت کو اپنے دل میں پیدا کریں۔ اگر ایمان کی لذت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا لوگوں کے لئے یہ کافی نہیں کہ وہ اس وقت خدا کے رسول کی تائید کر رہے تھے۔ جب وہ اس کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ یا کم از کم اس کی مدد سے دست کش تھے۔ ہم اپنے بچہ کی جان کو بچانے والے کو اپنا سب کچھ دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے ۔ لیکن خدا کے رسول کی حفاظت کرنے والے کے لئے کسی قربانی کے لئے تیار نہیں۔ یقیناً یہ بے ایمانی کی علامت ہے۔ یہ کھلی اور صاف دنیا داری ہے۔ میں اس امر پر زور دے رہا ہوں کیونکہ آپ وہاں جا رہے ہیں۔ جہاں خدا کے رسول کا ایک پرانا خادم کام کر رہا ہے جس نے اس وقت اس کا ساتھ دیا۔ جس وقت آپ کے دل میں اس کی کوئی قدر نہ تھی۔ میں اُسے اس لئے جلد بلوانا چاہتا ہوں کہ ایک ایک کر کے وہ پرانی صورتیں میرے سامنے سے ہٹ گئی ہیں۔ یا ہٹا دی گئی ہیں۔ کچھ باقی ہیں۔ مگر میری پیاس بجھانے کے لئے وہ کافی نہیں۔ میں تو انہیں شکلوں کو دیکھ کر جینا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے مسیح موعودؑ کے چہرہ میں اس وقت راست بازی کے آثار پائے جب دنیا اس کے چہرے کو جھوٹوں کا چہرہ قرار دیتی تھی۔ لوگ میری طرف دیکھتے ہیں۔ حالانکہ میں تو اصلاح کے مقام پر کھڑا ہوں۔ اور کون ہے جو مجھ سا دل رکھتا ہے ۔ پہلے میرے جیسا بے کینہ دل لائے۔ پھر میری طرح دوسروں کے نقص پر گرفت کرے۔ پہلے میرے مقام پر کھڑا ہو۔ پھر کسی کے عیب کو پکڑے۔ میں تو جو کچھ کرتا ہوں محبت سے کرتا ہوں۔ میرا غضب بھی محبت ہے۔ اور میری ناراضگی بھی محبت ہے۔ اور میری خفگی بھی محبّت ہے۔ کیونکہ میں رحمت میں پلا اور رحمت میں پرورش پائی اور رحمت مجھ میں ہو گئی۔ اور میں رحمت میں ہو گیا۔

انسانی ہمدردی

خوب یاد رکھیں کہ ایمان بلا ہمدردی نہیں۔ لیکن ہمدردی بلا ایمان کے ہو جاتی ہے۔ پس مبلغ کا قدم نہایت نازک مقام پر ہے۔ وہ بلا ہمدردی ایمان سے محروم رہا جاتا ہے۔ اور ایک بے ایمان شخص ہمدردی کی وجہ سے ایمانداروں میں شامل کیا جاتا ہے اور اس طرح پر دوہرا نقصان اٹھا رہا ہے۔ خود ایمان سے محروم ہوتا ہے۔ اور لوگوں کو ایمان سے محروم کرا دیتا ہے کیونکہ لوگ اس کی روش کو دیکھ کر اس کو ایمان سے کورا سمجھ لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے مذہب میں ہمدردی کا مادہ پا کر اُسے ایک ایماندار خیال کر لیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ مبلغ اسلام نہایت ہمدرد ہو۔ صرف نام سے نہیں۔ بلکہ کام سے۔ اس کے الفاظ اور اس کے کام بلکہ اس کی آنکھیں اس کی ہمدردی کو ظاہر کر رہی ہوں۔ یہ نہ خیال کریں ۔ کہ معاملہ خدا سے ہے۔ وہ دل کو جانتا ہے۔ بے شک خدا دل کو جانتا ہے۔ مگر خدا نے انسان کی بعض صفات کو ایسا بنایا ہے ۔ کہ جب تک ان کا اظہار نہ ہو ۔ ان سے لوگ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے ۔ اور جب لوگ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے تو پھر ان کا فائدہ کیا۔ پس یہ خیال ایک شیطانی خیال ہے اور جس طرح ریا ایک گناہ ہے۔ اسی طرح ان صفات کو عملاً اور قولاً اور شکلاً ظاہر نہ کرنا گناہ ہے ۔ جن کے اظہار کے بغیر دنیا کو تکلیف پہنچتی ہے ۔ یا دنیا حقیقی محبت اور مواخات سے محروم رہ جاتی ہے۔

انسان ہر بات سیکھ سکتا ہے

یہ کبھی خیال نہ کریں کہ فلاں بات مجھ میں نہیں ہے۔ کوئی بات نہیں، جس کا سیکھنا انسان کے لئے ضروری ہو۔ اور وہ اسے سیکھ نہ سکے ۔ بے شک کمی یا زیادتی کا فرق ہو گا۔ مگر ہر ایک جذبہ ہر ایک انسان میں موجود ہے۔ اور وہ کوشش سے ترقی

کر سکتا ہے۔ یہ وسوسہ کہ فلاں بات مجھ میں نہیں یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ اُسے نیکی سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔

سچائی اور اُس کا اظہار

یاد رکھیں کہ سچائی ایک ایسی خوبی ہے۔ جو کبھی بدی کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر ایک صداقت کا اظہار ضروری نہیں ہوتا۔ ایک لنگڑے کو لنگڑا کہہ دینا سچائی ہے۔ مگر اس صداقت کا اظہار گناہ ہے جھوٹ کہنے اور ہر سچائی کے ظاہر کرنے میں فرق ہے۔ وہ سچائی جس کا اظہار دین کی بھلائی کے لئے ضروری نہیں۔ بلکہ اس کے اظہار سے دوسروں کے احساسات کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اس کے ظاہر کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کا اظہار گناہ ہے۔ اس لئے نہیں کہ اس نے سچ کیوں کہا۔ بلکہ اس واسطے کہ جہاں اسے کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا۔ وہاں یہ بول پڑا۔ پس محض اس یقین پر کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔ سچ ہے۔ مت بول پڑا کریں۔ بلکہ یہ بھی سوچ لیا کریں کہ کیا اس سچ کو اس وقت بیان کرنا مفید ہے۔ اور کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کے نہ بیان کرنے میں نقصان نہیں لیکن بیان کرنے میں کسی اور شخص کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو اپنی زبان کو روک لیں۔ کیونکہ وہ گندگی کی مرتکب ہونے لگی ہے۔

اخراجات کا حساب رکھنا

حسابات کے رکھنے میں اور اپنے کام کے سیکھنے میں محنت سے کام لیں۔ حساب کا رکھنا بے اعتباری کی علامت نہیں۔ بلکہ اعتبار کے مضبوط کرنے اور بے اعتباروں کو بھی اعتبار سکھانے کا ذریعہ ہے۔ اور کام بلا غور اور محنت کے نہیں آتے۔ خالی اخلاص انسان کو کام نہیں سکھا دیتا۔ بلکہ وہ شخص جو یہ خیال کرے کہ اس کا اخلاص اسے سب کچھ سکھلا دے گا۔ درحقیقت اخلاص سے خالی ہے۔ کیونکہ اگر اس کے اندر اخلاص ہوتا تو وہ سستی کیوں کرتا۔ اور کیوں ایک مصیبت میں پھنسے ہوئے شخص کی طرح کام کے سیکھنے میں نہ لگ جاتا۔ کیا ماں کی محبت بچے کو مرض سے بچا لیتی ہے۔ یا ماں کی محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے بچے کو مرض سے شفا دلانے کے لیے پوری کوشش کرنے لگتی ہے۔

اخبار کو ایڈٹ کرنا اور لیکچر کی تیاری

اخبار کو ایڈٹ کرنے کا وہ طریق بہترین ہے۔ جو مفتی صاحب نے اختیار کر رکھا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مضامین ہوں اور دل کو لبھانے والے ہوں۔ لیکچر میں بھی وہاں یہی طریق اختیار کریں۔ لمبا نہ ہو۔ پہلے کافی طور پر اس پر غور کیا ہوا ہو۔ اور چاہیے کہ واقفیت کے بڑھانے کی عادت ڈالیں۔ اس کے بغیر مبلغ کامیاب نہیں ہو سکتا، ہر راستہ چلتا شخص آپ کا دوست بن جائے تب آپ کامیاب ہو سکتے ہیں۔

مرکزی کارکنوں کا احترام

یہاں کے کارکنوں کی تحریروں کا احترام۔ اور ان کا احترام ضروری ہے۔ وہ مرکزی عہدہ دار ہیں۔ اگر آپ کے خلافِ مرضی بھی کام کریں تو ان کے ادب کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔ اور نہ کبھی مایوسی کو پاس پھٹکنے دینا چاہیے۔ مایوس انسان کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ وہی شخص کامیاب ہوتا ہے۔ جو تلوار کے نیچے بھی اپنی آئندہ کوششوں پر غور کر رہا ہو۔

دعا اور احمدیانِ امریکہ کو پیغام

ایک بج چکا ہے۔ اور صبح آپ نے جانا ہے۔ اور پسلیوں کا درد اس وقت مجھے بے تاب کر رہا ہے۔ اس لئے ”**ولنفسك عليك حق**“ کے حکم کے ماتحت ختم کرتا ہوں۔ خدا کرے آپ کے لیے اور دوسرے مبلغوں کے لئے یہ چند حروف مفید ہوں۔ بلکہ سب جماعت کے لئے نفع بخش ہوں۔ وہاں کی جماعت کو میرا السلام علیکم کہہ دیں۔ اور کہہ دیں جسم دُور ہیں۔ لیکن دل آپ کی محبت سے سرشار ہیں۔ اور میں آپ کو اپنے جسم کا حصہ سمجھتا ہوں۔ اور مجھے آپ لوگ اسی طرح عزیز ہیں۔ جس طرح یہاں کے لوگ۔ ہاں چاہتا ہوں ان کی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر کیونکہ مومن کو ایمانی معاملات میں بڑھ بڑھ کر قدم مارنا چاہیے۔ آپ لوگ دین کے سیکھنے میں کوشش کریں اور دین کی خدمت میں حصہ لیں اور اسلام کو اس کی روشن شکل میں دیکھیں۔ اور دوسروں کو دکھا دیں۔

کان اللہ معک این ما کنت و اٰخر دعونا۔ان الحمد للہ رب العالمین

(درمیانی شب 6و7 جنوری 1923ء) خاکسار مرزا محمود احمد

(اخبار الفضل قادیان دارالامان-25 جنوری 1923ء، صفحات 3-5)

ارشادِ نبوی ﷺ

اَبُوْ بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدِيْ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيٌّ

(کنز العمال، حرف الفاء، کتاب الفضائل من قسم الافعال ... حدیث 32578)

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی مبعوث ہو۔

مولوی محمد دین صاحب کی مصروفیات

حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ

امریکہ سے چٹھی۔ مولوی محمد دین صاحب کی مصروفیات

مولوی محمد دین صاحب بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں۔ بہت سے نومسلم دوست ان کے استقبال کے واسطے اسٹیشن پر گئے تھے۔ مگر ٹرین تین گھنٹہ دیر میں پہنچی۔ اس واسطے سب ٹھہر نہ سکے۔ اور ایت وار کے جلسہ میں قبل نماز ظہر مولوی صاحب کی دوستوں سے ملاقات کرائی گئی۔ اس کے بعد سب نے مل کر نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ نماز میں دس نومسلمہ لیڈیاں بھی شامل تھیں۔

مختلف شہروں میں اسلامی تحریک

شہر کولمبس ریاست اوہائیو سے ایک نومسلمہ لیڈی بنام سلیمہ (مسز الزہیفر) تعلیم اسلامی کے واسطے آئی۔ مولوی محمد دین صاحب بہت محنت سے اسے اسلامی مسائل سمجھاتے رہے۔ ایک مسلم ساکن ویسٹ انڈیز بنام چلام علی محض اس وجہ سے شہر سنسناٹی سے شکاگو چلے آئے ہیں کہ یہاں مسجد اسلامیہ ہے جو امریکہ کے اور شہروں میں نہیں۔ کیلیفورنیا سے ایک امریکن لیڈی کا خط آیا ہے۔ کہ وہ اسلام کی بہت شیدائی ہے۔

شہر بفیلو سے ایک امریکن لیڈی نے کتب اسلامیہ طلب کی ہیں۔ شہر ملوا کی سے خط آیا ہے کہ وہاں کے لوگ عاجز کو لیکچروں کے واسطے بلانے کے لئے انتظام کر رہے ہیں۔ ایک بپٹسٹ Baptist بوڑھیا اسلام کے متعلق استفسار کرنے آئی۔ مولوی محمد دین صاحب اور بعض دیگر دوستوں نے دو گھنٹہ تک اس کے ساتھ سر کھپایا۔ مگر وہ جیسی آئی تھی۔ ویسی چلی گئی۔ اللہ ہی ہے۔ جس کو چاہیے ہدایت دے۔

جلسہ ایتوار

8۔اپریل کو دو لیکچر میرے ہوئے اور مولوی محمد دین صاحب نے نومسلموں کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ جو سب کے واسطے ہدایت، راحت اور تشفی کا موجب ہوا۔

(اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ ۷ امئی 1923ء، صفحات ۱ تا ۲)

امریکہ میں تبلیغ اسلام دو نومسلم اور تین نومسلمہ

شہر لوگن ریاست ویسٹ ورجنیا میں ہے۔ یہاں کے بعض لوگوں کی دعوت پر عاجز یہاں تبلیغ کے واسطے آیا تین لیکچر ہوئے اور مختلف طور پر لوگوں سے گفتگو کر کے تبلیغ کی گئی ایک ڈاکٹر تھا۔ جن کا نام گبسن ہے۔ اور اس قصبہ میں ان کی پریکٹس خوب چلی ہوئی ہے۔ مشرف باسلام ہوئے ڈاکٹر صاحب کا اسلامی نام محمد رکھا گیا۔ دو لوکل اخباروں میں عاجز کے کام اور دین اسلام کے متعلق مضامین شائع ہوئے۔ فالحمدللہ۔

یہ قصبہ ایک چھوٹے سے دریا کے دونوں طرف پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔ آج کل یہاں خوب گرمی ہے۔ ایسی ہی جیسی کہ پنجاب میں ہوتی ہے۔ لوگ اکثر کوئلہ کی کانوں میں کام کرتے ہیں۔ ایک معمار یہاں ملاقات کے لئے آیا اس کو تبلیغ کی گئی۔ اس نے بیان کیا کہ وہ دیوار بنانے کا کام کرتا ہے۔ اور اس کی مزدوری چھ دن کی پچاس ڈالر ہوتی ہے۔ یعنی قریباً دو سو روپیہ۔ اتوار کو وہ کام نہیں کرتا۔ یہاں کے لوگ جب کام پر جاتے ہیں تو کام کے کپڑے پہن کر جاتے ہیں۔ جو بہت میلے کچیلے اور بھدے سے ہوتے ہیں۔ جب کام سے واپس آتے ہیں تو غسل کر کے کپڑے بدل لیتے ہیں۔ جس ہوٹل میں عاجز یہاں اُترا ہوا ہے۔ اس میں صرف کمرے کا کرایہ جس کے ساتھ الگ غسل خانہ اور پاخانہ بھی ہے اور بستر او غیرہ تمام ضروری سامان ہوٹل والوں کے ہیں روزانہ کرایہ آٹھ روپیہ ہے کھانے کا خرچ الگ جو قریباً چار روپیہ ایک کھانے کے واسطے ہوتا ہے۔ چار روپیہ کا کھانا کھا کر میں کچھ اس سے زیادہ یا عمدہ نہیں کھا لیتا۔ جو ہندوستان میں کھاتا تھا۔ مگر یہاں چیزوں کے نرخ ہی ایسے ہیں کہ اس قدر خرچ ہو جاتا ہے۔ یہاں کی ملکی رسوم کے مطابق ایک کوارٹر 12. / اُس خادم کو دینے ضروری ہوتے ہیں، جو کھانا کھلاتا ہے۔ (اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 23 جولائی 1923ء)

اس وقت جب کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ شہر ھلی ار [Hilliard OH] سے واپسی پر ایک جنکشن اسٹیشن پہ ریل کے انتظار میں چند گھنٹوں کے واسطے ٹھہرا ہؤا ہوں۔ گرمی سخت ہے۔ پسینہ بہہ رہا ہے۔ ہوا بند ہے دھوپ میں حدت ہے۔ ایک بجے کا وقت ہے چھوٹا سا اسٹیشن ہے۔ اور اس کا چھوٹا سا ویٹنگ روم۔ گورے اور گوریاں تعجب کی نگاہ سے میرے لباس اور وضع قطع کو دیکھ رہی ہیں۔ کچھ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ بعض لوگ دلچسپی لینے لگے ہیں۔

ھلی ار [Hilliard] ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ یہاں کے لوگوں نے ایک لیکچر کے واسطے بُلایا۔ مگر ایک کی بجائے متواتر تین روز تین لیکچر ہوئے جن میں سے ایک لیکچر گرجا میں ہؤا۔ اس گرجا کا نام کرسچن چرچ ہے۔ لیکچروں کے بعد سوال و جواب بھی ہوئے:

ایک صاحب! آپ مسیح کو خدا کا بیٹا کیوں نہیں مانتے؟

صادق—اس واسطے کہ وہ خدا کا بیٹا نہ تھا۔

صاحب۔ اگر یسُوع خدا کا بیٹا نہ تھا۔ تو پھر کس کا تھا؟

صادق—اپنی ماں کا۔

صاحب۔ ماں کا تو تھا۔ مگر اس کا باپ کون تھا؟

صادق۔ وہی جو آدم کا باپ تھا۔

صاحب—اچھا آپ کے نزدیک خدا کا بیٹا کیوں نہیں ہو سکتا۔

صادق—اس واسطے کہ انسان کا بیٹا انسان ہوتا ہے گھوڑے کا بیٹا گھوڑا ہوتا ہے۔ کبوتر کا بیٹا کبوتر۔ خدا کا بیٹا خدا ہونا چاہیے۔ پھر دو خدا ہوئے۔

صاحب—نہیں خدا تو دو نہیں۔ مگر یسُوع اس کا بیٹا ہے۔

صادق—اگر بیٹا ہے تو خدا دو ہے۔ اگر نہیں تو پھر وہ ایک ہے۔ اور یہی سچ ہے۔

صاحب- آپ کا لیکچر بہت اچھا ہے سوائے اس کے کہ آپ خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔

صادق-آپ بہت اچھے آدمی ہیں سوائے اس کے کہ آپ خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔

اس قصبہ میں دو لیڈیاں نو مسلمہ ہوئیں۔ ایک کا نام حمدی رکھا گیا۔ اور دوسری کا عائشہ۔

سؤر کا گوشت نہ کھانے اور اس کے دلائل پر ایک سوال تھا۔ جس کا جواب دیا گیا۔ ایک لیڈی نے کھڑے ہو کر میری تائید میں کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ میں نے بائبل میں بارہا (پڑھا) ہے کہ سؤر کا گوشت حرام ہے:

عاجز تمام تبلیغی کاموں کا چارج مولوی محمد دین صاحب کو دے چکا ہے۔ جہاں کہیں باہر سے لیکچر کے واسطے دعوت آتی ہے۔ وہاں چلا جاتا ہے۔ سفر خرچ بلانے والوں کے ذمہ ہوتا ہے: مولوی محمد دین صاحب کام بدستور شکاگو میں عمدگی سے چلا رہے ہیں۔ چونکہ وہ خود رپورٹ لکھتے رہتے ہیں۔ اس واسطے مجھے ان کے کام کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں بخیریت قادیان پہنچا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی زیارت سے مشرف ہؤا۔ مگر پھر وہی نظارہ بدل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مجلس میں گیا حضرت ابی المکرم استاذی المعظم حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحومؓ بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ جب میں ہند میں تھا تو میرا خیال تھا کہ میں امریکہ نہ جا سکوں گا۔ جب امریکہ پہنچا تو خیال ہؤا ہند نہ جا سکوں گا۔ مگر حضرت صاحب کے حکم کی تابعداری کے سبب یہ سب کچھ ہو گیا۔

شہر ہنٹنگٹن کی آبادی ساٹھ ہزار ہے۔ ایک مشہور جنکشن اسٹیشن ہے۔ جہاں مختلف لائنیں آپس میں ملتی ہیں۔ یہاں کوئی لیکچر کی دعوت نہ تھی مگر ھلی ار میں لیکچروں سے واپسی پر شہر راستہ میں پڑتا ہے اس واسطے عاجز یہاں تین چار دن ٹھیر گیا۔ ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ جو معمولی درجہ کا ہوٹل تھا۔ تاہم تین دن کی رہائش میں مبلغ اسی روپیہ خرچ ہو گیا۔ شہر میں پھر کر مختلف جگہوں میں تبلیغ کی گئی۔ روزانہ اخبار کے ایڈیٹر سے ملاقات ہوئی۔ اس نے ایک لمبا مضمون اسلام کے متعلق اور عاجز کے اس ملک میں کام کے متعلق اپنے اخبار میں میری تصویر کے ساتھ چھاپا۔ اس اخبار کے پرچے بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اور بعض احباب کو روانہ کئے گئے ہیں۔

اخبار میں مضمون اور تصویر کے چھپ جانے سے خوب شہرت ہو گئی۔ اور بہت سے لوگ ملنے آئے۔ ایک لیڈی مشرف بہ اسلام ہوئی۔ عاجز محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ (اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 2/اکتوبر 1923ء، صفحات 9-10)

آدابِ دُعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

قبولیتِ دعا کے واسطے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔

شرط اوّل یہ ہے کہ اتّقاء ہو۔

دوسری شرط دل میں درد ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ وقتِ اصفیٰ میسّر آوے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ پوری مدّت دعا کی حاصل ہو۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 536)

انگلستان سے مبلغ اسلام کی امریکہ کو روانگی

حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؓ

"مولوی محمد دین صاحب 18 مارچ کو لور پُول (Liverpool) سے جہاز اسونیا پر سوار ہو گئے۔ اور اس وقت ساحل امریکہ کے قریب ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو خیر وعافیت سے منزل مقصود پر پہنچائے۔ اور اُن کے کام میں خاص برکت دے ۔ آمین، لنڈن سے رخصت کے وقت اسٹیشن بوسٹن سے سوار ہوئے تھے۔ اور حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب مولوی مصباح الدین صاحب وچودھری مولا بخش صاحب جنجوعہ بیرسٹر ایٹ لا اسٹیشن پر موجود تھے پلیٹ فارم پر دعا کی گئی۔ ہمارا ہاتھ اٹھانا اور دنیا کے فیشن کی پروانہ کرنا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش کا ہونا انگریزوں کے لئے موجب حیرت تھا۔ اور سب کی آنکھیں ہمارے حلقہ کی دیوار پر جم رہی تھیں۔ بوسٹن سے روانہ ہو کر چار گھنٹہ میں گاڑی لور پول پہنچی اور معاً سمندر کے دیو جہاز اسونیا پر مسافر و ہمراہی مستقل و عارضی طور پر سوار ہو گئے۔ اول الذکر کمرہ تلاش کرنے لگا۔ موخر الذکر امریکہ کے قوانین داخلہ اجازت کے متعلق حکام جہاز سے گفتگو میں مصروف ہوًا۔ اور لنڈن سے لور پول اس غرض کے لئے آنے کی ضرورت بیان کرنے اور ان کو وہی سلوک کرنے کی طرف توجہ دلائی جو امریکن مسیحی مبلغین کے ساتھ وہ امید رکھتے ہیں کہ ہندوستان کرے یا اب کرتا ہے۔

جہاز روانہ ہونے والا ہے۔ گھنٹیاں ہو رہی ہیں منزل بالائی سے 'صور' پھونکا گیا ہے۔ ساحل و جہاز کے درمیان سیڑھیوں اور رسوں کے جو تعلقات تھے۔ وہ ٹوٹ چکے ہیں۔ جہاز حرکت کرنے لگا ہے۔ ساحل پر ایک کمزور سفید ریش آدمی ایشیاء اور یورپ اور افریقہ میں اس منظر کے دیکھنے کا عادی سبز پگڑی باندھے جہاز کے تختہ پر آنکھ لگائے کھڑا ہے۔ جانے والے جہاز پر ایک نحیف الجسم طویل قد متفکر شخص اس بوڑھے کو غور سے دیکھ رہا ہے۔ دونوں کی آنکھیں تر ہیں۔ آخر بگل بجا۔ آخری سیٹی ہوئی۔ اور اسونیا چلا۔ دونوں شخص ہاتھ ورومال سے اشارہ کر رہے ہیں۔ اور آخری خدا حافظ ہو گئی ع

بسلامت روی وباز آئی

جہاز نظر سے غائب ہو گیا۔ پولیس مبہوت حیرت زدہ روتے ہوئے لوگوں کو دھکیل رہی ہے۔ ایک ماں رو رہی ہے۔ کہ اس کا بچہ آج دوسری دنیا کو چلا گیا۔ ایک بہن آنسو بہا رہی ہے کہ پیارا بھائی جدا ہو گیا۔ آہ اس وقت دو پولیس والے ایک غریب بے ہوش لڑکی کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس خوبرو خوبصورت نوعمر حسین کے رخسار سفید ہو رہے ہیں۔ زبان پر حرکت ہے۔ اور میرے پیارے میرے پیارے کہہ رہی ہے۔ اس کا محبوب اس کی امید یورپ سے امریکہ پرانی سے نئی دنیا گیا ہے۔

المختصر اسونیا چلا گیا۔ موت و قیامت کے منظر نے مجھے بھلا دیا کہ میں کہاں ہوں۔ پولیس مین نے، فرشتہ نگرانی کی طرح، آکر جگہ چھوڑنے کا حکم دیا۔ اور ہوش واپس آئے لٹریچر بیگ سنبھالا۔ اور آہستہ آہستہ اس دنیائے ناپائدار میں دل لگانے والوں پر افسوس کرتے ہوئے چل پڑا۔ میری قسمت میں یہ منظر ایشیا۔ یورپ اور افریقہ میں دیکھنے لکھے تھے۔

برو فکر انجام خود کن غوی	ز سعدی شنو گر ز من نشنوی
عروسی بود نوبت ما تمت	اگر بر نکوئی بود خاتمت

لِوَر پُول: لور پول انگلستان کی بمبئی ہے۔ یہاں عبد اللہ کوئلم کے وقت اسلام کا چرچا تھا۔ اور اخبار بھی نکلتا تھا۔ وہ مشن اب اُجڑ چکا ہے۔ مگر لوگوں کو اسلامی لٹریچر سے کچھ زیادہ دلچسپی معلوم ہوتی ہے میں نے چند سو رسائل مفت تقسیم کیے اور بعض مستفسرین کے سوالات کے جواب دیے اور مفتی صاحب کا امریکہ جانا۔ میرا ان کے ساتھ آنا اور پھر خود یہاں سے سوار ہو کر افریقہ جانا اور اب تیسری مرتبہ ایک اور مبلغ کو سوار کرانے آنا اور پھر درس کلام کی یاد جو 1920ء میں میری زبان پر جاری کیا گیا تھا۔ میرے سامنے تازہ ہوئے۔ اور میں نے عرض کیا۔ الٰہی وعدہ پورا کر۔ اور ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ فرمایا تھا:

"اسلام کا درخت پھولے گا پھلے گا۔ دنیا کے کونوں تک پھیلے گا۔"

(اخبار الفضل قادیان دار الامان-26 اپریل 1923ء، صفحات 1-2)

حضرت مولوی محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ

مبلغِ اسلام، امریکہ

غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم گھسیٹا صاحب، لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپ 1881ء میں پیدا ہوئے اور بعمر بیس سال 1901ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت کی توفیق پائی۔ اپنی بیعت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"1901ء میں مَیں سخت بیمار ہو گیا، قریباً ایک سال سے زائد عرصہ تک ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کرانا پڑا لیکن مجھے کچھ فائدہ نہیں ہؤا۔ ان دنوں مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر رہا تھا، مجھے میرے مکرم و معظم و محسن بزرگ منشی تاج الدین صاحب مرحوم پنشنر اکاؤنٹنٹ نے قادیان آنے کا مشورہ دیا، مجھے سٹیشن پر آکر گاڑی میں خود سوار کر کے گئے، میں قادیان پہنچا اور پہلے پہل میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا، میری طبیعت نے فیصلہ کر لیا کہ یہ منہ تو جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ بعد میں حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہؤا اور اپنی بیماری کا حال سنایا، آپؓ نے میرا ناسور دیکھ کر حیرانی کا اظہار کیا اور کہا اس کا رخ دل کی طرف ہو گیا ہے، مجھے فرمایا کہ اس کے لیے دوا کی نسبت دعا کی ضرورت زیادہ ہے، مجھے بتلایا کہ مسجد مبارک میں ایک خاص جگہ بیٹھنا مَیں خود تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاؤں گا اور تمہارے لیے دعا کے لیے عرض کروں گا۔ میں اس دریچہ کے پاس بیٹھ گیا جہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے، حضرت مولوی صاحبؓ بڑھے اور مجھے پکڑ کر حضرت صاحب کے سامنے کر دیا، میرے مرض کے متعلق صرف اتنا کہا کہ بہت خطرناک ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ ہمدردی سے بھرا ہؤا تھا، مجھ سے حضورؑ نے دریافت کیا کہ "یہ تکلیف آپ کو کب سے ہے؟" مَیں تیرہ ماہ سے اس دکھ میں مبتلا تھا۔ لوگ آرام کی نیند سویا کرتے تھے لیکن مجھے درد چین نہیں لینے دیتی تھی اس لیے میں اپنے مکان کے بالاخانہ میں ٹہلا کرتا تھا اور میرے ارد گرد سونے والے خوابِ راحت میں پڑے ہوتے تھے، مَیں نے مہینوں راتیں رو کر اور ٹہل کر کاٹی ہوئی تھیں، حضرت کے ان ہمدردانہ و محبت انگیز کلمات نے چشم پُر آب کر دیا۔ شکل تو دیکھ چکا تھا، اتنے بڑے انسان کا مجھ ناچیز کو "آپ" کے لفظ محبت آمیز و کمال ہمدردانہ لہجہ میں مخاطب کرنا ایک بجلی کا اثر رکھتا تھا۔ مَیں اپنی بساط کو جانتا تھا۔ میری حالت یہ تھی محض ایک لڑکا مَیلے اور پرانے دریدہ وضع کپڑے، چھوٹے درجہ و چھوٹی قوم کا آدمی میرے منہ سے لفظ نہ نکلا، سوائے اس کے کہ آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت نے یہ حالت دیکھ کر سوال نہ دہرایا۔ مجھے کہا کہ "مَیں تمہارے لیے دعا کروں گا فکر مت کرو، انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے۔" مجھے اس وقت اطمینان ہو گیا کہ اب اچھا ہو جاؤں گا۔ پھر میں حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں آیا تو صرف آپ نے ذرّہ بھر خوراک جدوار کی میرے لیے تجویز فرمائی اور اتنی مقدار مجھے کہا کہ پتھر پر گھس کر اس ناسور پر لگا دیا کروں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مجھے افاقہ ہو گیا اور ایک مہینہ میں مَیں اچھا ہو گیا۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ مجھے حضرت سے ملنے کا اتفاق ہؤا اور میری خوش قسمتی مجھے بیمار کر کے قادیان میں لے آئی چنانچہ میں نے وطن کو خیر باد کہہ کر قادیان کی رہائش اختیار کر لی۔ اس کے بعد میری شامتِ اعمال مجھ پر پھر سوار ہوئی، حضرت نے لکھا کہ جو شخص سچے دل اور پورے اخلاص کے ساتھ تقویٰ کی راہ پر قدم مارتا ہے اور آپؑ کا سچا مرید ہے اس کو طاعون نہ چھوئے گی لیکن میں ہی نابکار نکلا جو احمدیوں میں سے طاعون میں مبتلا ہؤا حالانکہ ہندوؤں اور غیر احمدیوں میں سے پچیس پچیس آدمی روز مرے۔ لیکن باوجود اس امر کے کہ میرا وجود "بدنام کنندہ نکونامے چند" تھا تاہم حضرت کی خدمت میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ اس کا باپ بھی اس کو لینے آیا تھا لیکن اس نے قادیان چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ حضرت نے باوجود اس سخت کمزوری کے میرے لیے دعا کی اور دوا بھی خود ہی تجویز فرمائی۔ چنانچہ مجھے معلوم ہؤا کہ حضور خود کمال مہربانی سے اپنے ہاتھوں روزانہ دوائی تیار کر کے بھیجتے ہیں اور دو تین وقت روزانہ میری خبر منگواتے۔ یہ کمال شفقت ایک گمنام شخص کے لیے جو نہ دنیوی اور دینی

لیاقت رکھتا نہ کوئی دینی یا دنیوی وجاہت، ایک ادنیٰ اور ذلیل خادموں میں سے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ مَیں آپؑ کی دعاؤں سے ہی بچ گیا ورنہ جن دنوں مَیں بیمار ہوا، طاعونی مادہ ایسا زہریلا تھا کہ شاذ ہی لوگ بچتے تھے۔ میرے لیے یہ اخلاق کریمانہ قولی اور فعلی ایسے تھے کہ نقش کالحجر۔ مجھے یہ محبت و شفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی اس لیے میں تو گرویدہ حسن و احسان ہوگیا۔ اب میری یہی دعا ہے کہ میرا انجام بخیر ہو جائے، میں اپنے اس محسن و محبوب سے مر کر بھی جدا نہ ہوں۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از شیخ یعقوب علی عرفانیؓ، صفحات 168-166، نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

1903ء میں قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ نے اس کالج میں بھی بطور پرائیویٹ سٹوڈنٹ تعلیم پائی۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 304) طاعون کے دنوں میں بیمار ہونے اور حضرت اقدسؑ کے آپ کے ساتھ مشفقانہ سلوک کا ذکر اوپر گزرا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ آف مالیر کوٹلہ کے نام اپنے ایک مکتوب محررہ 6/اپریل 1904ء میں بھی آپ کی بیماری کا ذکر فرمایا ہے (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 267)۔ قادیان میں حضرت اقدسؑ کی مجالس میں وقت گزارنے اور پاکیزہ باتیں سننے کا موقع پایا۔ حضرت اقدسؑ کے زمانے کے مشاہدات میں سے ایک طویل روایت بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دیسی پادری صاحب قادیان آئے..... ان پادری صاحب کا نام گل محمد تھا.... مگر وہ اپنے آپ کو مولوی گل محمد کہلواتا تھا..... اس شخص نے تعریفی رنگ اختیار کرتے ہوئے حضرت نبی کریم ﷺ کے چال چلن پر اعتراض کر دیا اگرچہ دبی زبان سے کہا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ سرخ ہوگیا..... آپ نے انجیلی یسوع کے متعلق بہت سی باتیں ایک ایک کر کے گنوانی شروع کر دیں..... دوران تقریر میں حضور علیہ السلام کبھی اس کو مخاطب کرتے ہوئے پادری گل محمد یا مسٹر گل محمد کر کے پکارتے۔ وہ کہتا کہ مرزا صاحب! مجھے لوگ مولوی گل محمد کر کے پکارتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ "مولوی" اسلام کی ایک پاک اصطلاح مَیں ایک ناپاک شخص کو کیسے دے سکتا ہوں۔"

(الفضل 5/دسمبر 1941ء، صفحہ 10)

1907ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے وقف زندگی کی تحریک فرمائی۔ ان دنوں آپ علی گڑھ کالج میں زیر تعلیم تھے۔ آپ نے فوراً لبیک کہا اور اپنا نام خدمت دین کے لیے حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے آپ کی درخواست پر تحریر فرمایا: "نتیجہ کے بعد اس خدمت پر لگ جائیں۔" (ذکر حبیبؑ از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 116۔ خلافت احمدیہ جوبلی ایڈیشن)

علی گڑھ میں بی اے کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں استاد مقرر ہوگئے اور ایک لمبے عرصہ تک اس ادارے کے ساتھ منسلک رہے۔ آپ ایک محنتی اور شفیق استاد تھے۔ تعلیم الاسلام قادیان کی انفرادیت اور اس کی اہمیت سے خوب واقف ہوتے ہوئے آپ نے طلبہ کی تعلیمی و تربیتی صلاحیتیں اجاگر کرنے میں ہر ممکن کوشش کی اور اپنے دیگر ساتھی اساتذہ کے ساتھ مل کر پنجاب بھر میں اس سکول کا نام روشن کیا۔ 1911ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا شاندار رزلٹ آنے پر ایڈیٹر اخبار الحکم نے نوٹ دیتے ہوئے لکھا:

"مولوی شیر علی صاحب کی صحبت میں جن بچوں نے مدرسہ کا کورس پورا کیا وہ جہاں کہیں بھی ہیں، اپنی دینداری، سادگی اور اخلاص کا نمونہ ہیں اور مولوی غلام محمد اور مولوی محمد دین صاحب بی اے اس مدرسہ میں اب تک بھی ان کے نمونہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

(الحکم، 28/جون و 7/جولائی 1911ء، صفحہ 15، کالم 3)

1914ء میں جب کچھ لوگوں نے خلافت کو ماننے سے انکار کر دیا تو ان غیر مبائعین میں جناب مولوی صدر الدین صاحب بھی شامل تھے جو کہ اس وقت تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ آپ ایک لائق منتظم تھے لیکن خلافت سے علیحدگی کی وجہ سے آپ بھی قادیان چھوڑ کر چلے گئے اور اسی زعم میں تھے کہ سکول کا معیار اب تنزلی کا شکار ہو جائے گا۔ بہرحال ان کے چلے جانے پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو سکول کا ہیڈ ماسٹر مقرر فرمایا۔ آپ نے خلیفۂ وقت کی توقعات کو پورا کرتے ہوئے نہایت جانفشانی سے سکول کی ذمہ داریاں سرانجام دیں۔ چنانچہ پہلے ہی سال سکول نے عمدہ نتائج حاصل کیے۔ ایڈیٹر صاحب الحکم نے "ہمارے سکول کا شاندار نتیجہ" کے عنوان سے مبارکبادی کا ایک نوٹ دیتے ہوئے لکھا:

"... مولوی صدر الدین صاحب کے چلے جانے کے بعد مدرسہ کی ذمہ داری کا بوجھ مولوی محمد الدین صاحب بی اے پر رکھا گیا، مَیں آج نہیں ایک عرصہ سے بلکہ ان کی طالب علمی کے زمانہ سے مولوی محمد الدین صاحب کو جانتا ہوں۔ جن خوبیوں اور قابلیتوں کا یہ نوجوان مالک ہے وہ قابل رشک ہیں۔ ایثار اور اخلاص اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے... مدرسہ تعلیم الاسلام کو جس قسم کے ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے، مولوی شیر علی صاحب کے بعد اگر کوئی شخص اس کرسی پر بیٹھنے کے قابل ہے تو مولوی محمد الدین ہے۔ وہ مدرسہ میں آئین اور ضابطہ کی روح کے ساتھ تعلیم الاسلام

اور احمدیت کی روح پھونکنا چاہتا ہے۔... مدرسہ کے اس شاندار نتیجہ کے لیے مولوی محمد الدین صاحب اور ان کے مددگار استاد ہر طرح سے قابل تعریف ہیں... یہ حضرت اولوالعزم کی کامیابیوں اور برکات کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو اہل بصارت کو نظر آسکتا ہے...“(الحکم،14/جون1915ء، صفحہ 4,3)

آپ نے 1914ء سے 1923ء تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی ہیڈ ماسٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ 1923ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی جگہ امریکہ میں مبلغ مقرر فرمایا۔ 6/جنوری 1923ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے اساتذہ و طلبا نے آپ کو الوداعی ایڈریس دیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی شریک ہوئے اور خطاب فرمایا (الفضل 15/جنوری 1923ء صفحہ 4,3)۔اگلے دن یعنی 7/جنوری کو مدرسہ احمدیہ کی طرف سے ٹی پارٹی دی گئی۔اس پارٹی میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح رونق افروز تھے اور اسی دن آپ قادیان سے امریکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور بہت سے دیگر احباب سڑک کے موڑ تک الوداع کہنے کے لیے آئے (الفضل ۱۱/جنوری 1923ء صفحہ 1)۔ آپ کی روانگی کی آخری رات حضرت صاحبؓ نے آپ کو تفصیلی نصائح تحریر فرما کر دیں جن میں اسلام کی حقیقت، تبلیغ کے دو پہلو(اپنوں کے لیے اور غیروں کے لیے)، اسلامی اخلاق اور ان کی پابندی، نو مسلموں کا مرکز سے تعلق پیدا کرنا، عاشقانہ ایمان، نو مسلموں کو تعلیم دینے کا طریق، قربانیاں کرنے کی تعلیم، اخلاقی اصلاح کے لیے ایک نکتہ، دعا کی تاکید، کالے گورے سب برابر ہیں، مبلغ کی سیاست سے علیحدگی، مبلغ کا استقلال، عورتوں سے مصافحہ، لغو کاموں سے پرہیز، سادہ اور بے تکلف زندگی، پہلے مبلغین کی خدمات کا اعتراف، خلیفہ کی اطاعت، سابقون کا حق، انسانی ہمدردی، انسان ہر بات سیکھ سکتا ہے، سچائی اور اس کا اظہار، اخراجات کا حساب رکھنا، اخبار کو ایڈٹ کرنا اور لیکچر کی تیاری، مرکزی کارکنوں کا احترام وغیرہ امور پر نصائح درج تھیں۔(الفضل، 25/جنوری 1923ء، صفحہ 3)

آپ قریباً تین ماہ کے لمبے سفر کے بعد انگلستان سے ہوتے ہوئے امریکی شہر باسٹن (Boston) کی بندرگاہ پر اترے اور مورخہ 29/مارچ کو شکاگو پہنچے (الفضل 14/مئی 1923ء صفحات 1-2)۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے رسالہ دی مسلم سن رائز (The Moslem Sunrise) کے شمارہ اپریل تا جولائی 1923ء کے شروع میں آپ کی تصویر کے ساتھ امریکہ میں دوسرے احمدی مسلم مبلغ کے الفاظ میں آپ کی آمد کی اطلاع شائع کی اور ساتھ ہی آپ کے ہاتھ آیا ہؤا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام بھی شائع فرمایا:

Assalam-o-Alaikum. Peace be with you and the mercy of Allah.
Though physically I am far away from you, yet in spirit I am one with you and my heart is enraptured with love for you. You are a part of myself in our brotherhood. I regard you all with the same loving consideration as I regard the people who live right here in Qadian. Yet I desire to see you putting forth efforts in the cause of truth and faith, not only like those here, but even going a step higher.
A believer should strive to excel in the works of faith. Strive hard then to acquire the knowledge of Faith, see Islam in its true and bright form and make others see its illustrious face.

(ترجمہ: السلام علیکم۔ گو جسمانی طور سے میں آپ سے بہت دور ہوں، تاہم روحانی طور سے میں آپ کے ساتھ ایک ہوں اور میرا دل آپ کی محبت سے معمور ہے۔ برادرانہ لحاظ سے آپ میرا ایک حصہ ہیں۔ میں آپ سب کا اسی طرح محبانہ خیر خواہ ہوں جیسا کہ ان کا جو یہاں قادیان میں رہتے ہیں۔ تاہم میری خواہش ہے کہ میں آپ کو حق اور ایمان کی خاطر یہاں کے لوگوں سے ایک قدم بڑھ کر کوشاں دیکھوں۔ ایک مؤمن کو دینی کاموں میں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ خوب کوشش کرو دینی علم حاصل کرنے کی، اسلام کو اس کی حقیقی اور منوّر صورت میں دیکھنے کی، اور اس کی کہ دوسرے بھی اس کا تابناک چہرہ دیکھیں۔)

شکاگو میں آپ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے چارج لیا اور مشن کی ذمہ داری سنبھالی۔ آپ اپنی رپورٹ باقاعدگی سے مرکز بھجواتے رہے جو اخبار الفضل میں شائع شدہ ہیں۔ آپ کی بعض ابتدائی رپورٹیں درج ذیل شماروں میں درج ہیں:

(الفضل 8/مارچ 1923ء، صفحہ 2۔ لندن سے خط، جہاز پر تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر)(الفضل 11/جون 1923ء، صفحہ 2,1)(الفضل، 18/جون 1923ء۔ صفحہ 2)(الفضل، 20/جولائی 1923ء، صفحہ 1)(الفضل، 21/اگست 1923ء، صفحہ 8)(الفضل، 28/اگست 1923ء، صفحہ 1)(الفضل، 4/ستمبر 1923ء، صفحہ 5-7، عجائبات امریکہ)(الفضل، 12/اکتوبر 1923ء، صفحہ 9-10)(الفضل، 6/نومبر 1923ء، صفحہ 2,1)

اسی طرح رسالہ دی مسلم سن رائز بھی آپ کی ادارت میں چھپنا شروع ہؤا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے دور میں جماعت کو مزید ترقیات نصیب ہوئیں اور عام

پبلک سے لے کر اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔ اگست 1923ء میں امریکہ کے صدر جناب وارن جی ہارڈنگ (Warren G. Harding) کی اچانک وفات ہوگئی اور ان کی جگہ ان کے نائب صدر جناب جان کال وِن کُولِج جونیئر John Calvin Coolidge Jr. امریکہ کے تیسویں صدر کے طور پر مقرر ہوئے۔ حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ نے جہاں آنجہانی صدر کی بیوہ کو تعزیتی خط لکھا وہاں امریکہ کے نئے صدر کو بھی مبارکباد دی اور احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے نیک خواہشات اور بھرپور تعاون کی یقین دہانی کا خط لکھا۔ نئے صدر صاحب کے نام آپ نے لکھا:

Dear Mr. President

Through the inscrutable will of God the mantle of presidency has fallen upon your shoulders. It is a great office and a high honour, hence I on behalf of the Ahmadia Moslems of America, the majority of whom are American subjects, congratulate you on the assumption of this office and I pray to God that He guide you aright in the discharge of its onerous duties.

That you were the right hand man and a trusted friend of W. G. Harding, whose sad demise the whole world is mourning, I deem it proper to express my deep sympathy with you and with Mrs. Harding through you, whose loss I am sure you feel no less keenly than any. I close it with the prayer that Allah may direct you in the path of rectitude.

I beg to remain, dear Mr. President,
Your most obedient servant,
Muhammad Din, Muslim Missionary

(خلاصہ: خدائی تقدیر کے ماتحت صدارت کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آپڑی ہے جو ایک بڑا مرتبہ اور بڑی عزّت کا مقام ہے، چنانچہ میں امریکی احمدی مسلمانوں کی طرف سے آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ اپنی مشکل ذمہ داریاں بخوبی ادا کرسکیں۔ نیز ہارڈنگ کے گزرنے کا افسوس ہے۔)

اس خط کے جواب میں وائٹ ہاؤس کے سیکرٹری جناب ایڈورڈ ٹریسی کلارک Edward Tracy Clark نے لکھا:

The White House, Washington
August 13, 1923
Mr. Muhammad Din,
The Muslim Sunrise, 4448 Wabash Ave, Chicago, Ill.

My dear Mr. Din

The President has received your kind letter, and has asked me to express to you his sincere appreciation. Such a message is a source of both encouragement and help at this time, and only the urgent press of other matters prevents a personal acknowledgement.

Very truly yours, E. T. Clark, secretary.
(The Moslem Sunrise, October 1923 page 271)

(خلاصہ: صدر کو آپ کا خط مل گیا ہے اور وہ مشکور ہیں۔)

آپ نے کارگزاری رپورٹوں کے ساتھ ساتھ اخبار الفضل میں امریکہ کے عمومی حالات، کلچر، رہن سہن، موسمی حالات، ذرائع معاش، تعلیم اور صنعت و حرفت کے وسیع مواقع کے متعلق بھی مضامین لکھے اور ہندوستانی نوجوانوں کے لیے ہر ممکن قسم کی رہنمائی فرمائی بلکہ تحریک بھی کی کہ ”ہندوستان کے نوجوانوں کو چاہیے کہ امریکہ میں آئیں اور صنعت و حرفت اور علم حاصل کریں.....“ (الفضل 23/اکتوبر 1923ء، صفحہ 2)۔ آپ کے امریکہ میں قیام کے دوران ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے پہلے سفر یورپ پر تشریف لے گئے۔ چنانچہ اس موقع پر آپ بھی امریکہ سے انگلستان پہنچے اور حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی زیر ہدایت مختلف کاموں میں مدد دیتے رہے۔ اس موقع پر لیے گئے حضورؓ کے ساتھ بعض گروپ فوٹوز میں آپ بھی موجود ہیں۔ حضورؓ کی مراجعت کے بعد آپ دوبارہ امریکہ آگئے اور اپنے مفوضہ کام سرانجام دیے۔ امریکہ میں تین سال تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ مورخہ 30/دسمبر 1925ء کو قادیان پہنچے (الفضل یکم جنوری 1926ء، صفحہ 1، کالم 1)۔ دسمبر 1926ء میں آپ کی ادارت میں رسالہ ”سن رائز“ کا اجراء ہوا۔ قریباً ڈیڑھ سال آپ اس کے ایڈیٹر رہے۔ امریکہ جانے سے قبل آپ نے بطور ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز بھی کچھ عرصہ خدمت کی توفیق پائی تھی۔ اپریل 1927ء میں دوبارہ آپ تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور 1940ء تک اس عہدے پر کام کیا۔ 1942ء سے 1947ء تک گرلز ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ ان مفوضہ فرائض کے علاوہ تعلیمی اور تربیتی مضامین بھی وقتاً فوقتاً لکھتے رہتے۔ آپ کے بعض مضامین پرانے لٹریچر میں موجود ہیں۔ مثلاً: ”ایک تعلیم یافتہ آریہ کی ہمارے ہائی سکول کے متعلق غلط بیانی“ (فاروق، 6/جون 1918ء، صفحہ 5)، ”مسلم مسیحی اتحاد“ (الفضل 19/اپریل 1927ء، صفحہ 8)، ”اچھوت اقوام کے متعلق مسلمانوں کا فرض“ (الفضل 30/اگست 1927ء، صفحہ 9,8) انگریزی مضامین اس کے علاوہ ہیں۔ آپ کی تحریک اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی کوششوں سے قادیاں میں بچوں کو تیراکی سکھانے کے لیے دارالعلوم قادیان میں ایک تالاب بنایا گیا۔ (الفضل 12/اکتوبر 1940ء، صفحہ 1)

8/اپریل 1940ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول سے بطور ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہونے پر طلبہ نے آپ کے نام ایڈریس میں کہا:

”آپ نے بحیثیت استاد اپنے شاگردوں کے قلوب پر جو گہرے نقوش چھوڑے ہیں اور ان کی تربیت اور کیرکٹر کی تعمیر میں جو قابل قدر کام کیا ہے، اس کی مثال شاید ہی کسی دوسری جگہ مل سکے۔ آپ کی ذاتی خوبیاں مثلاً سادگی، کفایت شعاری، محنت و جفاکشی، ذاتی قابلیت و شرافت، وسعتِ نظر، علمی شغف، ریاضت و امانت، صاف گوئی، سلسلہ سے اخلاص، نظام کی پابندی، تقویٰ وطہارت، ہمدردی و دل سوزی، پردہ پوشی، سلامت روی، منکسر مزاجی وغیرہ بیسیوں ایسے اخلاق حسنہ اور فضائل ہیں جو آپ کے ذریعہ آپ کے شاگردوں میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور آپ کا نیک نمونہ سینکڑوں نوجوانوں کے لیے اپنی زندگی کی تعمیر میں رہنما کا کام دیتا رہا ہے۔“ (الفضل 9/مئی1940ء، صفحہ 10)

پاکستان بننے کے بعد آپ نے صدر انجمن میں بطور ناظر تعلیم اور پھر صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ خدمت کی توفیق پائی۔

حضرت مولوی محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے 7/مارچ 1983ء کو قریباً سو سال کی عمر میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 361) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 11/مارچ 1983ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ تمام عمر ایک نہایت ہی پاک نفس، درویش صفت انسان کے طور پر زندہ رہے۔ کوئی انانیت نہیں تھی، کوئی تکبر نہیں تھا، ایسا بچھا ہوا وجود تھا جو خدا کی راہ میں بچھ کر چلتا ہے۔ ذکر الٰہی سے ہمیشہ آپ کی زبان تر رہتی تھی۔ آخری سانس تک آپ داعی الی اللہ بنے رہے۔ بظاہر بستر پر پڑا ہوا ایک ایسا وجود تھا جو دنیا کی نگاہ میں ناکارہ ہو چکا تھا مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا جب میں سپین سے واپس آیا اور حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ پہلی بات انہوں نے مجھے یہی کہی کہ میں سپین کے مشن کی کامیابی کے لیے اور آپ کے دورہ کی کامیابی کے لیے مسلسل دعائیں کرتا رہا ہوں۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کی دعائیں مجھے پہنچتی رہی ہیں اور میں ان کو خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضلوں کی صورت میں آسمان سے برستا ہوا دیکھا کرتا تھا اور کون جانتا ہے کہ کتنا بڑا حصہ حضرت مولوی صاحب کا تھا اس کامیابی میں جو اس سفر کو نصیب ہوئی۔“

(خطبات طاہر، جلد دوم، صفحہ 156,155)

اللّٰھم اغفر لہٗ و ارحمہٗ۔

(مطبوعہ: الفضل انٹرنیشنل 30/جنوری 1998ء تا 5/فروری 1998ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

عرفان کھوئے جانے کی مثال: ”اعلیٰ سے اعلیٰ عرفان اور علم کسی کو مطمئن نہیں کر سکتا کہ وہ غضب اور ضلالت سے بالکل مصئون ہو گیا کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص کو عرفان اور علم ہو مگر وہ اس سے چھینا جائے یا کھویا جائے۔ دنیا میں دیکھ لو۔ ایک انسان دوسرے کو ملتا ہے۔ اس حال میں کہ وہ دونوں ایک لمبا عرصہ جدا رہتے ہیں۔ جب وہ ملتا ہے تو کہتا ہے آپ نے مجھے پہچانا۔ وہ کہتا ہے۔ نہیں۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں اور آپ اکٹھے کھیلتے اور پڑھتے رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ابھی تک میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بہت کچھ تعارف سابقہ کی باتیں بتانے کے بعد بھی ایک شخص یہی کہتا ہے کہ افسوس میں نے آپ کو اب تک نہیں پہچانا اس سے ثابت ہوا کہ علم اور عرفان مٹائے بھی جاتے ہیں۔

ہدایت کے بعد ضلالت: اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص مخلص تھا بڑا خادم تھا اس کو کیوں کر ٹھوکر لگ گئی۔ اس کو ٹھوکر اس وقت لگتی ہے جب اس کا اخلاص کھویا جاتا ہے یا مٹ جاتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح راستہ معلوم ہونے کے باوجود لوگ راستہ سے ہٹ جایا کرتے ہیں۔ محبت کو اختیار کر کے بھول بھی جایا کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ وَمَنۡ نُّعَمِّرۡهُ نُنَكِّسۡهُ فِى الۡخَلۡقِ۔ جب عمر بڑھتی ہے تو قویٰ میں کمزوری آجاتی ہے پس جس طرح عمر میں بوڑھاپا آنے سے علوم میں کمی آجاتی ہے۔ اسی طرح بعض انسانوں پر روحانی طور پر بھی بوڑھاپا آجاتا ہے۔ ایسی حالت میں کوئی عارف یا عالم جو الحمد للہ کہنا جانتا ہو مگر پھر اس سے اس کی حقیقت گم ہو جائے، وہ مغضوب علیہم میں شامل ہو سکتا ہے۔“

(از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ اخبار الفضل۔ قادیان دارالامان، 25 تا 29 اپریل، 1924ء، صفحات 13-14)

امریکہ میں تبلیغ اسلام

از تحریرات مبلغ سلسلہ و مشنری انچارج امریکہ
حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ

دوران سفر میں تبلیغ: (مولوی محمد دین صاحب بی اے کا خط) بمبئی سے دو افغان ایک میری عمر کا اور ایک ذرا چھوٹی عمر کا نوجوان انگورہ جا رہے تھے۔ میرے ساتھ سوار ہوئے۔ چونکہ وہ انگریزی وغیرہ سے ناواقف تھے۔ میں نے ان کی ہر طرح امداد کی۔ اور چونکہ وہ فارسی کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ اس لئے میں ان سے فارسی میں گفتگو کرتا رہا ان کو میں اسلام کی نازک حالت اور مسلمانوں کے روحانی زوال کی طرف بہت توجہ دلاتا رہا۔ اور ساتھ ساتھ سلسلہ احمدیہ کے متعلق بھی ان کے کانوں میں باتیں ڈالتا رہا میرا خیال ہے۔ کہ وہ سلسلہ کے متعلق اچھا اثر لے کر گئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ سلسلہ کے لوگ افغانستان میں بہت ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان سے سلسلۂ تبلیغ جاری رکھوں۔ پورٹ سعید میں ایک بہت بڑا مالدار یہودی سوار ہوا۔ جو امریکہ کے شہر New Orleans کا رہنے والا اور جو Zionist Movement کا بڑا حامی ہے۔ اس لئے اپنا تجارت کا کاروبار فلسطین اور امریکہ ہر دو میں جاری کر رکھا ہے۔ اور اس کا ارادہ مستقل اقامت یروشلم میں اختیار کرنے کا ہے۔ اس سے بہت بحث ہوتی رہی۔ آخر میں نے اُسے ٹیچنگز آف اسلام (Teachings of Islam) پڑھنے کے لئے دی۔ مارسیلز جب ہم پہنچے تو اس نے مجھے وہ کتاب ساری پڑھ کر واپس دی اور کہا کہ اس کتاب کے مطالعہ نے مجھ پر یہ اثر کیا ہے کہ میرے اب وہ خیالات مذہب کے متعلق نہیں رہے۔ وہ کسی الہام وغیرہ کا قائل نہیں تھا اور جزا و سزا کا کہتا تھا کہ حضرت موسیٰؑ ایک ہوشیار آدمی تھا لیکن آخری دن اس نے جہاز کی Deck پر آکر مجھے ایک ہندو دوست کے سامنے کہا کہ

This book has almost made me a Mohammden.

یعنی اس کتاب نے مجھے قریباً مسلمان بنا دیا ہے۔

بمبئی سے ایک ہندو طالب علم بھی میرے ساتھ سوار ہوا اُس کو میں نے سلسلہ کے متعلق کچھ باتیں بتلائیں۔ اس کو اس قدر شوق تھا کہ وہ بڑی محنت اور جستجو سے خود سلسلہ کے حالات مجھ سے دریافت کرنے لگ گیا۔ پرنس آف ویلز والا تُحفہ میں نے اس کو دیا۔ اس کو اس نے نہ صرف خود پڑھا۔ بلکہ اپنی Cabin میں دوسروں کو اونچی آواز سے پڑھ کر سنایا۔ اور اَور کتابیں مجھ سے مانگیں۔ وہ میرے ساتھ مسجد لنڈن میں دو دن رہا۔ باوجود اس کے کہ اس کا بھائی اور دوسرے دوست بھی لنڈن میں تھے۔ اب بھی وہ اور کتابیں مانگتا ہے گو اس کا ابھی تک یہی خیال ہے کہ اس وقتِ تعلیم میں اس کو مذہب میں اتنا نہیں پڑنا چاہیے۔ وہ ایک امیر گھرانے کا آدمی ہے۔ اور سلسلہ کی ترقی اور حالات پڑھ کر نہایت متعجب ہوا۔ میرا خیال ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کو کسی دن حق کی طرف لے آئے۔

ایک اور ہندوستانی سوداگر جس نے آئرلینڈ میں شادی کی ہوئی ہے۔ اور اس کا جنوبی افریقہ میں بڑا کارخانہ ہے۔ وہ بھی بہت دلچسپی لیتا رہا اس نے ٹیچنگز آف اسلام کے پڑھنے کا نہ صرف خود وعدہ کیا ہے۔ بلکہ کہا ہے کہ دس اور آدمیوں کو وہ پڑھائے گا۔ اور پھر اپنے گھر کی لائبریری میں اس کو رکھ کر خاص کر اپنے مسلمان دوستوں کو ضرور پڑھایا کرے گا۔ خاکسار محمد دین از لنڈن

(اخبار الفضل قادیان دار الامان – 8 مارچ 1923ء، صفحہ 2)

امریکہ سے چٹھی: (نوشتہ مولانا محمد دین صاحب بی اے) یہ عاجز بفضلہ تعالیٰ 29 مارچ کی شام کو بخیریت تمام شکاگو پہنچ گیا۔ 17 مارچ کو لورپول (Liverpool) سے جہاز پر سوار ہوا تھا۔ سمندر خراب ہو جانے کی وجہ سے جہاز کو راستہ میں تین دن زیادہ لگ گئے۔ نیوفونڈ لینڈ کے پاس میں نے پہلی دفعہ برف باری دیکھی۔ سردی اس قدر زیادہ تھی کہ جو حصہ بھی ذرا ننگا ہو جاتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ سن ہو کر جسم سے الگ ہو گیا ہے۔ بوسٹن جو امریکہ کی بندرگاہ ہے۔ وہاں پہنچ کر امریکن افسران نے روک لیا۔ اور بہت لمبی چوڑی تحقیقات کے بعد دوسرے دن بمشکل میری خلاصی کی۔ 28 کی تاریخ دو بجے ریل میں سوار ہوا۔ اور دوسرے دن یعنی 29 کو شکاگو۔ یہاں کی ریلوں

اور دوسرے انتظامات کا ہندوستان سے بہت فرق ہے۔ ہر ایک چیز بڑے اعلیٰ اور عظیم پیمانے پر ہے۔ انجن تو خاصا الف لیلیٰ والا جن بلکہ اس سے بھی بہت بڑا۔ گاڑیوں میں مسافروں کی سہولت اور آرام کو اس قدر مد نظر رکھا گیا ہے کہ جس کا ہندوستان میں قیاس کرنا بھی مشکل ہے بستر تکیے وغیرہ چارپائیاں سب مہیا۔ نہانے دھونے وغیرہ کا اعلیٰ درجہ کا انتظام۔ روشنی اور سردی سے حفاظت کا جداگانہ انتظام۔ لیکن خرچ بھی اسی اندازہ کے مطابق۔ 26 گھنٹہ کا سفر ہے۔ جس کے لئے مجھے قریباً 180 روپیہ خرچ کرنا پڑا۔ اور یہ صرف ٹکٹ کا خرچ ہے۔ یہاں گاڑیوں میں صرف ایک ہی درجہ ہوتا ہے۔ اس لئے سب کو یکساں خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہاں جو دن کی گاڑیاں ہیں۔ ان میں تھوڑا سا کم ہے۔ بہر حال میرے لئے یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ شکاگو پہنچا۔ تو گو گاڑی تین گھنٹہ دیر کر کے پہنچی تاہم مفتی صاحب سٹیشن پر موجود تھے۔ مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر فوراً مسجد پہنچ گیا۔ مسجد احمدیہ شکاگو بلحاظ مکانیت اور گنجائش اور انتظام مسجد احمدیہ لنڈن سے بہت بڑھ کر ہے۔ یہاں سردی اس قدر ہے کہ لنڈن کی سردی اس کے سامنے ہیچ ہے۔ اس لیے کوئلہ کا خرچ یہاں بہت زیادہ ہے۔ ویسے بھی انگلستان کی نسبت یہاں کے اخراجات اڑھائی گنا سے لے کر تین گنا تک پہنچے ہوئے ہیں۔ صرف کوئلہ کا خرچ جو مکان گرم کرنے کے لئے یکم مارچ سے 31 مارچ تک ہؤا ہے۔ وہ پچاس ڈالر ہے۔ اور ایک ڈالر کی اگر اصل قیمت بھی لی جائے۔ تو ایک سو ساٹھ روپے سے زیادہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ باقی اخراجات کس پیمانے پر ہو سکتے ہیں۔

کل بروز ایتوار مورخہ یکم اپریل 1923ء کو حسب معمول ہفتہ وار اجلاس کا دن تھا۔ میرے لئے یہ پہلا موقع تھا۔ مجھے ہر گز یہ خیال نہ تھا کہ کام اس اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہا ہے۔ باوجودیکہ یکم اپریل ان ممالک میں خاص طور کا دن ہے۔ جبکہ لوگ اپریل فول زیادہ بنتے یا بناتے ہیں۔ مگر میں نے دیکھا۔ پچاس سے زیادہ زن و مرد پہلے اجلاس کے لئے جمع ہوئے جو محض دِین سیکھنے کے لئے ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ تعلیم یافتہ اشخاص معمر اور سن رسیدہ جوان اور نوجوان سب بچوں کی سی سادگی اور اخلاص کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کے پیچھے پیچھے مہارنی کے طور پر اعتقادیات اسلام اور روز مرہ کے استعمال کے اسلامی الفاظ اور نماز کے الفاظ ادا کرتے جاتے تھے۔ اور بعض پر ایسی محویت تھی کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ سوائے اخلاص سے یادِ الٰہی میں مصروف ہونے کے کسی اور خیال میں بھی لگے ہوئے تھے۔ مسلسل طور پر میں نے دیکھا کہ حضرت مفتی صاحب گیارہ بجے سے لے کر دو بجے تک اس تعلیم و تدریس میں مصروف رہے۔ کبھی خود دہراتے کبھی سوال کرتے کبھی دوسرے کو کہتے۔ ہر ایک با ادب کھڑا ہوتا اور سوال کا جواب دیتا۔ اور پھر بیٹھتا۔ میں بھی مدرسہ میں پڑھاتا رہا ہوں اور تعلیم کے کام سے دلچسپی رکھتا ہوں میں نے ایسی جماعت پہلے نہ دیکھی تھی۔ مفتی صاحب کو میں نے پڑھاتے ہوئے پہلے بھی دیکھا ہے۔ لیکن یہاں کا پڑھانا ان کا بڑی شان کا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کو دینی و دنیاوی ترقیات سے معمور کر دے۔ تین بجے دوسرا لیکچر تھا۔ یعنی مہاتما بدھ کی سوانح عمری۔ اس اثناء میں حضرت مفتی صاحب نے کھانا نہیں کھایا۔ اور اس کی تیاری میں لگ گئے۔ دوسرے لیکچر کے لئے پچیس تیس نئے آدمی ہر رنگ کے جمع ہو گئے۔ اور پانچ بجے تک لیکچر اور سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔ بدھ تو صرف بہانہ تھا۔ وہاں تو اپنے بدھ کا ذکر تھا۔ خیر یہ مفتی صاحب کا ہی حصہ تھا کہ اس کو نبھاتے اور آپ نے اچھی طرح نبھایا۔

الغرض یہ جلسہ بھی بڑی خیر و خوبی سے ختم ہؤا۔ مجھے یہاں پہنچ کر اور ان اجلاس کو دیکھ کر اب اس اہمیت کا پتہ چلا ہے کہ کس قدر عظیم الشان کام حضرت مفتی صاحب نے کیا ہے۔ اور کس قدر عظیم الشان کام اور وسیع میدان یہاں تبلیغ کے لئے موجود ہے اور کسی قسم کی روحیں حق کی پیاسی نظر آتی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان دار الامان–14 مئی 1923ء، صفحہ 1-2)

سپر یچوایل [Spiritual] ہال میں لیکچر: ہفتہ مختتمہ میں چار نو مسلم داخل سلسلۂ احمدیہ ہوئے تعلیم و تربیت کا کام بڑھ رہا ہے۔ ہفتہ میں دو روز پیر اور بدھ کو عربی کلاسز ہوتی ہیں ابھی ابتدا ہے۔ لیکن لوگوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ ایسے بھی ہر روز ملاقاتوں کا سلسلہ گھر اور باہر جاری رہتا ہے۔ اس ہفتہ میں حضرت مفتی صاحب کے چار لیکچر ہوئے جمعرات کے روز ایک سپر یچوایل حال میں حضرت مفتی صاحب کا لیکچر ہؤا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ مضمون کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں اسلام اور سلسلہ کی تبلیغ ہی جزو اعظم ہوتا ہے۔ مجلس خاص چیدہ اشخاص کی تھی۔ اچھا اثر ہؤا۔ لیکچر کے بعد منتظم لیکچر نے اچانک مجھ سے بھی کہا کہ تم بھی کچھ بولو۔ لہٰذا میں نے بھی چند الفاظ کہے۔

اسلام اور عیسائیت: اتوار کے روز گیارہ بجے سے لے کر دو بجے تک جو جلسہ ہوتا ہے۔ وہ باقاعدہ ہؤا۔ قریباً 35 اشخاص حاضر تھے۔ باقاعدہ تعلیم و تربیت کے علاوہ حضرت مفتی صاحب نے ایک عام اسلامی وعظ کیا۔ اس کے بعد میں نے حضرت مفتی صاحب کے ارشاد کے ماتحت ایک مختصر سی تقریر کی۔ اس کے بعد ساڑھے تین بجے حضرت مفتی صاحب کا لیکچر ایک تعلیمی سوسائٹی میں تھا جس کا موضوع تھا: ”اسلام اور عیسایت اور رنگدار لوگ“۔ کامل ایک گھنٹہ تک آپ اس موضوع پر لیکچر فرماتے رہے۔ خاص طور پر آپ نے اس امر پر زور دیا کہ دنیا عملاً اس وقت اسلام کے احکام پر عمل کر رہی ہے۔ اور عیسائیت کو چھوڑ رہی ہے۔ خاص کر کے خود حفاظتی نکاح، لین دین، طریق معاشرت، نظم و نسق، انتظام سلطنت، تعلیم و تربیت، حسن سلوک وغیرہ

انسان کے تعلقات انسان سے، یہ لیکچر اپنے رنگ کا ایک خاص لیکچر تھا۔ سامعین کی تعداد ستر اسی سے متجاوز تھی۔ ہال میں جس قدر گنجائش تھی۔ وہ سب بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد سوالات کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔ جو چھ بجے تک جاری رہا۔ اس لیکچر کا خاص اثر ہوا۔ اور امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی ایک نوجوان فائدہ اٹھائیں گے۔ ایک سن رسیدہ اور صاحب حیثیت و تعلیم یافتہ شخص نے بعد میں اٹھ کر اس رنگ میں اپنا شکریہ ادا کیا۔ کہ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ تھوڑے ہی دن میں انشاء اللہ سلسلہ حقہ میں داخل ہو جائے گا۔ اس لئے علی الاعلان کہا کہ عیسائیت نے آج کے دن تک انہیں دھوکہ میں رکھا اور اب اگر دنیا میں ہم کسی چیز سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تو وہ اسلام ہے۔ جو حضرت مفتی صاحب نے پیش کیا۔ چونکہ سلسلۂ سوالات میں ہر ایک قسم کے سوالات تھے۔ اس نے اپنے بعض احباب پر لے دے بھی کی کہ بے تعلق سوالات کر کے انہوں نے اور مفید باتوں کے سننے سے اپنے آپ کو محروم رکھا۔ بہر حال علاوہ اور لوگوں کے اس نے اور اس کی بیوی نے ہمارے آئندہ اجلاس میں آنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

امریکہ کی "ہندوستان ایسوسی ایشن" میں لیکچر: اسی رات 8 بجے حضرت مفتی صاحب کا لیکچر ہندوستان ایسوسی ایشن میں تھا۔ جو قریباً ایک گھنٹہ ٹریم کے فاصلہ پر واقع تھی۔ وہاں بھی آپ نے ایک گھنٹہ اپنے کام پر جو آپ نے امریکہ میں کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ اور اسلام اور احمدیت کے متعلق لیکچر دیا۔ اس کے بعد سوالات کا سلسلہ دیر تک رہا۔ یہاں بھی سامعین کی تعداد چالیس سے کم نہ تھی۔ اور سب ہندوستانی نوجوان تھے۔ بعض نے ان میں سے سلسلہ سے بہت دلچسپی ظاہر کی۔ مسلمان تو صرف دو ایک ہی تھے۔ باقی سب ہندو تھے۔ ان کا پریزیڈنٹ ایک ہندو نوجوان بہت ہی خلیق ملنسار اور مہذب تھا۔ اس نے اختتام لیکچر و سلسلۂ سوالات پر حضرت مفتی صاحب کا مختصر اور موزوں الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔

مغرب کی توہم پرستی: بعض لوگ یہاں بڑے قوی دل اور اخلاقی جرأت والے سمجھے جاتے ہیں۔ جو 13 کے عدد کی مخالفت کریں یعنی 13 کا ہندسہ یا دن یا جس پر 13 کا اطلاق ہوتا ہو وہ چیز منحوس سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے 13 کے عدد کو منحوس نہ جاننے والا شاذ و نادر ہی یہاں ملتا ہے۔ اور اگر ملتا ہے۔ تو اخباروں میں اس کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے۔ یہ ہے موجودہ تعلیم کی روشنی لارڈ کارنروان جس نے حال میں ہی توتاناس کی قبر کھدوائی تھی۔ مر گیا ہے۔ اس کے متعلق تمام کا یہی خیال ہے۔ کہ مصر کے بادشاہ نے جس کی قبر اس نے کھدوائی تھی۔ مار ڈالا ہے اور اس کا ایک امریکن رفیق اور ساتھی تھا۔ وہ بھی بیمار تھا۔ اس کی حالت بھی نازک سمجھی جاتی ہے۔ اس پر یہاں کے بڑے بڑے اُمراء لوگ جن کے گھروں میں دنیا کے عجوبے جمع ہوتے ہیں۔ مصری یادگاریں نکلوا کر عجائب گھروں میں بھجوا رہے ہیں۔ تا کہ وہ آسیب سے بچے رہیں بلکہ بعض کے گھروں میں بعض ایسے کارنامے ان اشیاء کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ تمام نیچر کے فتح کرنے کے مدعی اس قدر توہم پرست کس طرح ہو گئے کہ رات کو اگر ہوا سے ذرا کوئی چیز ہلے تو اس کو بھوت پریت خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ ساتھ ہی اس کے الہ دین کے لیمپ کا نظارہ بھی یہاں نظر آتا ہے۔ چار منزل کے دوہرے تہرے مکانات بنیادوں سے اکھاڑ کر صحیح سلامت ایک جگہ سے اُٹھا کر میلوں کے فاصلہ پر دوسری جگہ لے جا کر نصب کر دیے جاتے ہیں۔ اور مجال ہے کہ ایک بال برابر بھی فرق پڑے یا اینٹ ہل جاوے یہ مادی ترقی بھی ساتھ ساتھ ہے۔ مگر بھوت پرستی خوب ترقی پر ہے۔

طالب دعا: خاکسار محمد دین از شکاگو-10 اپریل 1923ء

(اخبار الفضل قادیان دار الامان-11 جون 1923ء، صفحہ 1-2)

نئے داخلین سلسلہ: گزشتہ ہفتہ زیر رپورٹ میں تین شخص مسلمان ہو کہ داخل سلسلۂ احمدیہ ہوئے۔ ایک ان میں سے فلپائن میں رہتا ہے اور وہاں سے اس نے درخواستِ بیعت بھیجی۔ اور دوسرا ٹرینڈر جو جزائر مغربی ہند میں ایک مشہور انگریزی مقبوضات میں سے ہے۔ مؤخر الذکر نے اپنے مکان کا نام اسلامک مشن ہاؤس رکھا ہے اور دوسرے لوگوں میں اس نے تبلیغ بھی شروع کر دی ہے۔ یہاں کے نو احمدیوں میں سے بعض نے باقاعدہ رمضان کے روزے رکھنے شروع کر دیے ہیں۔ گزشتہ اتوار کے روز معلوم ہوا کہ دس بارہ آدمی روزہ دار تھے۔ بعض بہنوں کو تو اس قدر اخلاص ہے۔ کہ باوجود کمزور اور حاملہ ہونے کے اور باوجود روکنے کے وہ روزہ رکھنے سے باز نہیں رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے اخلاص میں ترقی دے۔ اور ان کو تمام مومنین کے ساتھ ثابت قدمی عطا فرماوے۔

جلسہ وعظ اور تعلیم نو مسلمین: گزشتہ ایت وار کے روز معمول سے زیادہ لوگ جمع ہوئے۔ یعنی ان کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی۔ جلسہ کی باقاعدہ کارروائی سے قبل میں نے ان میں سے بعض کو خاص طور پر عیسائی مذہب سے جو اسلام کا تعلق ہے۔ اس میں بطور سبق کے پڑھانا شروع کر دیا ہے۔ تا کہ وہ دیگر عیسائیوں سے ملتے وقت ان کی مذہبی کتابوں کی بناء پر ان سے گفتگو کر سکیں۔ اصل جلسہ حسب معمول حضرت مفتی صاحب نے تعلیم و تربیت سے شروع کیا۔ اور باقاعدہ ان کو خصوصیات اسلام اور سلسلہ احمدیت سے واقف کیا۔ اس کے بعد آپ نے ان کو توجہ دلائی کہ سلسلہ ان سے کس قسم کی قربانی چاہتا ہے۔ حضرت سید عبد اللطیف شہید کابل کا واقعہ مفصل ان کو سنایا۔ ان کو آپ نے بتلایا کہ جب تک کہ وہ اس قسم کی قربانیوں کے لئے طیار نہ ہو

جائیں گے۔ وہ سچے مسلمان اور احمدی نہیں بن سکتے۔ آپ نے اپنے لیکچر کے بعد مجھے فرمایا کہ میں بھی کچھ کہوں۔ میں نے حافظ معین الدین صاب مرحوم کی زندگی کے واقعات جو مکرمی مخدومی شیخ یعقوب علی صاحب نے الحکم کی تازہ اشاعت میں لکھے تھے ان کو سنائے۔ اور ان کو بتلایا کہ ایک نبی کی صحبت کس طرح ایک معمولی سے معمولی آدمی کی زندگی میں بھی ایک حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔ جو ہزاروں فلاسفروں کی متفقہ تعلیم بھی بمشکل پیدا کر سکے۔ اس کے بعد میں نے سورہ طٰہٰ کی پہلی آیت کا ان کو ترجمہ اور مفہوم سنایا۔ اور بتلایا کہ کسی طرح حضرت مسیحؑ ہمارے لئے مکمل رہبر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا اگر ناکام مرتا ہے۔ تو توریت کی رو سے وہ سچا مرسل نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی کامیابی کا معیار قرآن شریف نے بھی پیش کیا ہے۔ سہ پہر کو دوسرا جلسہ ہوًا۔ جس میں حضرت مفتی صاحب کا لیکچر حضرت سری کرشن جی مہاراج کی لائف پر تھا۔ قریباً ڈیڑھ بجے کے بعد یہ جلسہ بھی بخیر و خوبی ختم ہوًا۔

ایک لڑکی کی دو دعویدار مائیں: عربی کی کلاسز بھی ہفتہ میں دو بار ہوتی ہیں۔ اور بعض اور دوست بھی اشتیاق ظاہر کر رہے ہیں۔ آج کل یہاں ایک مقدمہ چل رہا ہے۔ دو عورتیں ایک لڑکی کی دعویدار ہیں۔ ایک حقیقی والدہ ہے۔ جو بارہ برس سے لڑکی کی جستجو میں سرگردان ہے۔ اور دوسری ماں وہ ہے جس نے اس لڑکی کو اپنی لڑکی کے طور پر پرورش کیا ہے۔ اصل ماں سے وہ لڑکی اسی دن جدا کر دی گئی جس دن کہ وہ لڑکی پیدا ہوئی۔ اور ماں اس کی تکلیف اور بیہوشی میں تھی۔ جب سے اس کو ہوش آیا۔ اس وقت سے آج تک بارہ سال کے عرصہ میں وہ سرگرداں شہر بشہر پھری۔ ایک دو شخصوں سے یکے بعد دیگرے اس نے اس شرط پر شادی کی کہ وہ اس کی لڑکی کی تلاش میں امداد کریں گے اخباروں میں مختلف لوگ اپنی رایوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ عام طور پر مائیں اور جو صاحب اولاد ہیں۔ وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ لڑکی ماں کو ملنی چاہیے۔ لیکن بعض پادریوں نے اپنے لیکچروں میں اس پر زور دیا ہے کہ لڑکی اُس کی اصل والدہ کو نہیں ملنی چاہیے۔ ان کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر لڑکی اصل والدہ کو مل گئی۔ تو آئندہ کوئی اس قسم کے بچوں کو سرکاری یتیم خانوں سے لے کر پرورش نہیں کرے گا۔ بیچارے معذور ہیں۔ حضرت مسیحؑ کی لائف اور تعلیم اس پر روشنی نہیں ڈال سکتی۔ کورٹ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ 14 سال کی عمر تک لڑکی حکومت کی نگرانی میں فی الحال رضاعی ماں کے پاس رہے گی۔ اصل والدہ کو ملنے کی اجازت ہو گی۔ اگر 14 سال کے بعد لڑکی اپنی والدہ کے پاس جانا چاہے۔ تو پھر کسی کو اُس پر اعتراض نہ ہونا چاہیے۔

والسلام

(اخبار الفضل قادیان دارالامان–18 جون 1923ء، صفحہ 2)

نومسلمین: ہفتہ زیر رپورٹ میں آٹھ نومسلم سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ الحمدللہ۔ ان میں چار گورے ہیں۔ ایک چینی اور تین رنگین۔

لیکچر اور دلچسپ سوال و جواب: اس ہفتہ کے اتوار کے ہر دو اجلاس بہت کامیاب ہوئے۔ صبح کے جلسہ میں ستر کے قریب لوگ ہوں گے۔ جن میں سے بعض بالکل نئے اور کٹر عیسائی تھے۔ ایک عیسائی واعظہ تھی۔ جو مغربی جزائر الہند سے آئی تھی۔ اس کو علیحدہ بھی تبلیغ کی گئی۔

دوسرے جلسہ میں بھی کافی آدمی تھے۔ حضرت مفتی صاحبؓ کے لیکچر کے بعد خدا تعالیٰ کی ہستی اور تناسخ اور مسئلہ بروز پر خوب دلچسپ بحث ہوئی۔ ایک دہریہ صاحب کے اعتراضات نے اس کو اور بھی دلچسپ بنا دیا۔ جب اس کے سامنے یہ دلیل پیش کی گئی کہ ایک شخص یکہ و تنہا اعلان کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔ اور جو اس کی بات نہ مانے گا وہ خائب و خاسر ہو گا۔ ایک دنیا اس کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کے مارنے قتل کرنے وغیرہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا مگر وہ اکیلا اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ سلطنتیں بھی اگر مقابل پر کھڑی ہوں گی تو وہ ہلاک و تباہ ہو جائیں گی۔ اور پھر نہ ایک سال نہ دو سال بلکہ 23 سال تک یہ پیغام دیتا ہے۔ اور عملاً ثابت کر دیتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا تھا وہ صحیح ہے۔ اور دنیا میں اس سچائی کو مضبوطی سے گاڑ دیتا ہے۔ اور اپنے سامنے اپنے تمام دشمنوں کو ذلیل و خائب و خاسر ہوتا دیکھ لیتا ہے اور جو سلطنت اس پر ہاتھ ڈالنا چاہتی ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ اور اس امر کو وہ خدا کی ہستی کا ثبوت قرار دیتا ہے۔ اور اپنے اوائل ایام میں ہی اس کو اپنی سچائی کی دلیل ٹھہراتا ہے۔ تو کیا یہ خدا کی ہستی کا ایسا ثبوت نہیں کہ جس سے کسی قسم کا انکار ہو سکے۔ اس پر وہ مبہوت ہو گیا۔ صرف یہ پوچھنے لگا ایسا کون شخص ہے اس کو بتلایا گیا کہ ایسے دنیا میں بہت سے راست باز گزرے ہیں۔ اور ان سب میں سے عظیم الشان آدمی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تھے۔ اور یہ ان کا ہی پیش کردہ ثبوت ہے۔ کہنے لگا میں نہیں مانتا۔ اس کو کہا گیا نہ ماننے کا علاج تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن تم اس دلیل کو توڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ واقعات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

تعلیم اسلام کے سیکھنے کا شوق: کئی لوگ جو باقاعدہ عربی کے سبق کے لیے آتے ہیں۔ داخل اسلام ہونے کی خواہش کر رہے ہیں۔ دن کو بسبب کاروبار محنت و مزدوری کے وقت نہیں پاتے۔ بعض دوست نہ صرف قرآن شریف کے مختلف حصص یاد کر رہے ہیں بلکہ اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح ان کو صحیح تلفظ آ جائے۔ اس لیے وہ باقاعدہ ہفتہ میں دو تین بار آ جاتے ہیں۔ اور کئی کئی بار میرے ساتھ مل کر پڑھتے ہیں۔

تاجر اصحاب کو اطلاع: بعض احباب تجارت کے متعلق ہم سے بعض امور تجارت اور تاجروں کے نام دریافت کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے کوشش وقت اور روپیہ صرف کرکے ان کو ضروری اطلاع مہیا کر دی جاتی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ ہم ان باتوں کے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ یہ ان کا اپنا کام ہے کہ حتی الوسع اپنا اطمینان کرکے کاروبار شروع کریں یعنی جہاں تک دنیاوی کاروبار میں وہ اپنے طَور پر پوری احتیاط اور اطمینان کرتے ہیں یہاں بھی کر لیا کریں۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ بعض لوگ اشیاء فروخت کے لیے بھیج دیتے ہیں اوّل تو ان دوستوں کو خیال رکھنا چاہیے کہ یہاں درآمد کا محصول خاصا دینا پڑتا ہے اور بعض دفعہ ہمارے پاس کھانے کے اخراجات چلانے کے لیے بھی کافی روپیہ نہیں ہوتا۔ نیز اشیاء بعض دفعہ ایسی ہوتی ہیں کہ یہاں ان کی مانگ نہیں ہوتی۔ اس لیے پہلے نمونہ بھیج کر ہم سے دریافت فرمالیا کریں۔ نیز ہماری مالی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے کوشش فرماویں کہ ہم پر بار نہ پڑے مثلاً معمولی پراسپکٹس لے کر بھجوانے میں ہمارے دو ڈالر کے قریب خرچ ہو جاتے ہیں۔ گویا چھ سات روپیہ ایک معمولی بات ہے۔ ہمیں احباب کی خدمت کرنے میں نہ عذر ہے اور نہ ہونا چاہیے مگر یہاں کے حالات وغیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اور فرائضِ تبلیغ کو سمجھتے ہوئے یہ چند سطور لکھنی پڑی ہیں ویسے ہم ہر طرح خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ کبھی انکار نہیں ہوا۔ اور نہ ان شاء اللہ ہو گا۔

نَو مسلموں نے روزے رکھے: یہاں کے بعض نَو مسلموں نے پورے اخلاص کے ساتھ گزشتہ ماہ صیام کے تمام روزے رکھے۔ حالانکہ وہ اس کے عادی نہ تھے۔ بلکہ یہاں کے حالات کے ماتحت دن میں چار دفعہ کھانے کے عادی تھے ایسے عادی کہ رہ نہ سکتے تھے لیکن بڑے اخلاص اور محبت سے انہوں نے تمام کے تمام روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور نیکی میں اَور ترقی کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ ایسا ہی بعض اور نَو مسلم ہم سے کئی ہزار میل کے فاصلہ پر امریکہ کے مغربی ساحل پر رہتے ہیں۔ ان کے بھی خطوط آئے ہیں کہ انہوں نے تمام رمضان کے روزے رکھے۔ اور پھر اپنے کاروبار میں انہوں نے کسی قسم کا حرج بھی نہیں کیا۔ اور یہاں مزدوری پیشہ لوگوں کو بہت محنت سے کام کرنا پڑتا ہے۔ عید کے روز اگرچہ یہاں چھٹی نہ تھی تو بھی بعض احباب خاصی تعداد میں اپنا کاروبار چھوڑ کر جمع ہو گئے اور باقاعدہ نمازِ عید ادا کی۔ خدا کے فضل سے تبلیغِ اسلام کا کام نہایت عمدگی سے ہو رہا ہے۔ نَو مسلمین دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے میں کوشاں ہیں اور حق پسند و صداقت جو اصحاب تحققیات میں مصروف ہیں خدا تعالیٰ انہیں جلد ہدایت قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

(اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 13 جولائی 1923ء، صفحہ 9، نمبر 4، جلد 11)

نَو مسلموں کی تعلیم و تربیت: 8/اپریل 1923ء کو گیارہ بجے اتوار کے روز حسبِ معمول اجلاس ہوا۔ کوئی پنتیس کے قریب نَو مسلم مرد و عورت حاضر تھے حضرت مفتی صاحب نے اوّل ارکان اسلام و احمدیت جو ہر احمدی کو جاننے ضروری ہیں۔ حاضرین کو بتائے۔ اور ان کو سبق کے طور پر سوال و جواب کے طریقہ پر ذہن نشین کرائے یہ لوگ عربی لہجہ و آواز و حروف سے ناآشنا ہیں۔ ان کی زبان پر ان الفاظ کا چڑھنا بڑا مشکل ہے۔ ہم اپنے تجربہ سے جانتے ہیں کہ ہندوستان میں انگریز لوگ برسوں رہتے ہیں۔ اور باوجود چاروں طرف سے اردو کے اثرات کے پھر بھی بمشکل ہم تُم ادا کر سکتے ہیں۔ یہاں بیچارے ان لوگوں کو ہفتہ میں صرف دوبار ڈیڑھ گھنٹہ کے لیے جمع ہونے کا وقت مل سکتا ہے۔ اور اس میں بھی ان کو ان اسباق کے علاوہ واقعاتِ حاضرہ۔ مختلف اسلامی مسائل پر گفتگو سنانی پڑتی ہے نماز باقاعدہ پڑھا کر سکھائی جاتی ہے۔ وہ بھی ان مشکلات کو سمجھتے ہوئے بڑے استقلال سے لگے ہوئے ہیں۔ باوجود الفاظ کے زبان پر نہ چڑھنے کے بار بار ان کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تعلیم و تدریس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے ان کو اسلامی اخوت پر ایک مختصر سا لیکچر دیا۔ جس میں آپ نے بتلایا کہ کس طرح ایک شخص مسلمان ہو کر بادشاہ کے کندھے سے کندھا ملا کر بلکہ اس کے آگے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ امام بن سکتا ہے۔ حاکم بن سکتا ہے۔ اور رنگت کا فرق اسلامی ممالک میں بالکل نہیں۔

اس کے بعد آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ہندوستان سے جو نئے مشنری تشریف لائے ہیں وہ حضرت خلیفۃ المسیح کا پیغام آپ لوگوں کو سنانا چاہتے ہیں اس پر مَیں نے ان کو بسم اللہ کے ایک معنوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور ان مختصر الفاظ کے معنی اور اہمیت ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی۔ حضرت مفتی صاحب نے پھر اس پیغام کا اعادہ اپنی دوسری تقریر میں کیا اور حضرت صاحبؑ کے الفاظ کی بہت توضیح کی۔

اس کے بعد جلسہ برائے نماز ظہر برخواست ہوا۔ نماز ظہر کے بعد کھانا کھا کر پھر دوسرا لیکچر حضرت مفتی صاحب کا حضرت Confucius کے سوانح پر ہوا۔ جو ایک گھنٹہ تک رہا۔ لیکچر کے اثناء میں حضرت مفتی صاحب نے اسلام اور سلسلہ کی تبلیغ اچھی طرح کی۔ اور لیکچر کے بعد بہت دیر تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔ بعض میرے ساتھ بھی بہت دیر تک گفتگو کرتے۔ اور اسلام اور سلسلہ کے متعلق خاص دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔

ہفتہ گزشتہ میں دو اصحاب نے جو پہلے عیسائی تھے دینِ اسلام قبول کیا۔ اور سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہوئے ایک کا نام مسٹر میلوں ہاف من تھا۔ اسلامی نام شریف رکھا گیا۔ اور دوسرے کا نام ولیم جو تھا۔ اسلامی نام یوسف رکھا گیا۔

المسجد میں جو ہفتہ وار اجلاس ہوتے ہیں وہ بہت کامیاب رہے۔ پہلے جلسہ میں خاصا مجمع تھا۔ اور دوسرے اجلاس میں شہر کے دور کے حصوں سے لوگ آئے۔ ایک پادری صاحب جو انگلینڈ کے ڈی ڈی ہیں وہ بھی شامل جلسہ تھے۔ بعد از لیکچر انہوں نے حضرت مفتی صاحب کے مضمون اور طرزِ بیان اور سلاست زبان کی تعریف کی اور کہا کہ مَیں نے ایسے آدمی کم دیکھے ہیں جو دقیق مذہبی مسائل کو اس طرح واضح کر دیں کہ بچے بھی سمجھ جاویں۔ اس ہفتہ میں مجھے اور حضرت مفتی صاحب کو دو مختلف جگہوں میں جانا پڑا۔ اور ہر دو جگہ ہمارے لیکچر ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب کا لیکچر ایگل ہال میں ہوا اور میرا سائیکلو جیکل سوسائٹی میں ہوا۔ ہر دو جگہ سامعین کی تعداد معززین اور تعلیم یافتہ لوگوں کی تھی۔ اور لیکچر ہال بھرے ہوئے تھے۔ (اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 20 جولائی 1923ء، صفحات 1-2، نمبر 6، جلد 11)

امریکہ کا احمدی رسالہ شمس الاسلام ماہوار ہونا چاہیے۔ احمدی مبلغ امریکہ کا اپیل احمدی برادران سے: احباب کو معلوم ہے کہ کس طرح مغرب سے طلوع اسلام کے اسباب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے غیب الغیب سے مہیا کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی قربانیوں اور خدمات کو قبول کر کے ایک ظاہری صورت رسالہ مسلم سن رائز یا شمس الاسلام کی شکل میں کر دی۔ تاکہ حضرت مفتی صاحب کی خدمات دنیا میں اظہر من الشمس ہو جائیں۔ اور یہ نیّر صداقت اپنے نصف النہار پر ہر وقت چمکتا رہے۔ لیکن احباب کو یاد رہے کہ بے شک ابتداء میں سہ ماہی رسالہ اپنے وقت پر کافی تھا۔ لیکن حالات اور ملک کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر اس کی توسیع نہ کی گئی۔ تو پھر جو اس کی قدر نئے ہونے کی وجہ سے کی گئی ہے اس میں کمی آ جائے گی۔ عجوبہ بھی دنیا میں ایک کشش رکھتا ہے لیکن عجوبہ دیر تک نہیں رہتا۔ مشنری رسالوں سے یہاں مقابلہ ہے۔ عیسائی ملک ہے۔ ہر روز مضامین اسلام کے خلاف نکلتے رہتے ہیں۔ ان کا جواب نہ دیا جائے تو بد اثر ہوتا ہے۔ دیر کے بعد دیا جائے تو بھی نہ دینے کے برابر ہے۔ اشتہارات کے ذریعہ اس ملک میں وہ کام نہیں ہو سکتا۔ جو مستقل رسالہ کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ یہاں کی اپنی جماعت کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ ان کی تعلیم بھی فی الحال رسالہ کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ مدت کے بعد نکلے۔ تو اکثر لوگ پہلا سیکھا ہوا بھی بھول جاتے ہیں۔ یہاں تو یہ حالت ہے کہ بعض اخبارات سے تبادلہ مشکل سے ہوا بھی تو انہوں نے پھر اپنا پرچہ نہ بھیجا۔ کیونکہ تین ماہ تک جب ان کو رسالہ نہ ملا تو انہوں نے سمجھا بند ہو گیا ہے۔ بعض دفعہ روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے اور کبھی دیر ہو جاتی ہے جیسا کہ اب کی مرتبہ ہوا ہے۔ پورے چھ ماہ کے بعد رسالہ نکالا ہے۔ خریدار بھی گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگ جو خریدار ہیں۔ وہ بھی اکثر اُکتا جاتے ہیں جس کام میں ترقی نہ ہو۔ وہ بھی خراب ہو جاتا ہے اور جس میں بجائے ترقی کے تنزل ہو۔ وہ تو خود بخود ہی انحطاط کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس لیے میری ناقص رائے میں ”رسالہ مُسلم سن رائز“ کو ماہوار ہونا چاہیے اور اسی صورت میں یہ آرگن بن سکتا ہے۔ فی زمانہ مشن کے لئے آرگن کی بڑی ضرورت ہے۔ اگر اس کو ماہوار نہ کیا جاوے تو یہ آرگن نہیں بن سکتا۔ اور بغیر آرگن کوئی مشن آج کل چل نہیں سکتا۔ خاص کر مغربی دنیا میں۔ جہاں تمام کام کے لئے پروپیگنڈا کی ضرورت ہے۔ خرچ کا سوال بے شک مشکل ہے۔ لیکن اس کی ایک آسان راہ بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ کم از کم تین ہزار مستقل خریدار ہو جائیں تو پھر قریباً سات یا چھ روپے سالانہ قیمت رکھنے میں یہ رسالہ خوب چل سکے گا۔ اس وقت اس کی سالانہ قیمت پانچ روپے ہے۔ تین ہزار خریدار کی صورت میں چھ روپے سالانہ صرف ایک روپے کا یا زیادہ سے زیادہ دو روپے کا اضافہ ہو گا۔ اور یہ کوئی بڑا اضافہ نہیں۔ اگر تمام احمدیہ انجمنیں خاص طور پر اس کے لئے کوشش فرماویں اور جو مخیر احباب بطور امداد قوم دے سکتے ہوں۔ وہ بھی دریغ نہ فرماویں۔ اور تین ہزار خریداروں کی قیمت وصول کر کے یہاں بھیج دی جائے۔ تو امید ہے کہ رسالہ ماہوار ہو کر اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکے گا۔ یہ یاد رہے کہ میں نے تین ہزار کم از کم خریدار کی شرط رکھی ہے۔ اس سے یہ خیال نہ کر لیا جائے کہ مانگنے والا تین ہزار مانگتا ہے۔ غالباً دو ہزار میں کام ہو جائے گا۔ میں نے پانچ چھ ہزار کا مطالبہ اس لئے نہیں کیا۔ کہ اس کو سُن کر بعض لوگ ڈر نہ جاویں۔ اس قیمت میں ہندوستان کی مذہبی دنیا میں رسالہ ملنا محال ہے۔ سیاسی رسالے بے شک مل سکتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد خریداری بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ سستے مل سکتے ہیں۔ پھر انگریزی خوان جو عربی پڑھنے کے شائقین ہیں۔ ان کے لئے بھی یہ رسالہ خاص طور پر مددگار ثابت ہو گا۔ اور جن لوگوں کو انگریزی حروف کی شدھ بدھ ہے۔ وہ اس رسالہ کے مطالعہ سے تھوڑے عرصہ کے بعد عربی حروف کو انگریزی حروف میں پڑھنا سیکھ کے خاصے رومن دان ہو سکیں گے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ ہے۔ المختصر یہ رسالہ ایک بہت مفید کام دے سکے گا۔ اس صورت میں ہم اس کے ساتھ عربی فارسی اور ترکی کے ایک ایک دو دو صفحات بھی لگا سکیں گے۔ کیونکہ ہمیں اس قسم کے بہت سے خطوط آ رہے ہیں۔ خاص کر کے ایران اور ٹرکی سے۔ اُمید ہے کہ احباب اس کارِ خیر میں شریک ہو کر ثواب جزیل حاصل کریں گے۔ اس کام کے لئے تمام زر اور خطوط بنام انچارج المسجد شکاگو آنے چاہئیں، خاکسار محمد دین از شکاگو۔ (اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 21/اگست 1923ء، صفحہ 8)

پانچ ہفتوں میں 39 نومسلم: جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے مبلغ احمدیت کی مرسلہ چند تبلیغی رپورٹیں اکٹھی ملی ہیں۔ اس لیے ان کو یکجا شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

6 نو مسلم: ہفتہ مختتمہ 14 جون میں برادرم شیخ احمد دین صاحب نو مسلم کی سعی سے چھ کس مسلمان ہو کر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ چار یہاں شکاگو میں اور دو سینٹ لوئس میں۔ شیخ صاحب ایک بڑے جو شیلے نو مسلم ہیں۔ انہوں نے اپنی جگہ میں بڑے جوش سے کام جاری کیا ہؤا ہے اور ان کا منشاء ہے کہ کچھ ایسے مبلغ ہوں۔ جو جنوبی ریاستوں میں یعنی ریاستہائے متحدہ کے جنوبی علاقوں میں جہاں رنگین نسل کے لوگ بڑی کثرت سے آباد ہیں۔ اور جن کی حالت باوجود اس ادعائے آزادی اب بھی پرانے غلاموں سے اچھی نہیں۔ ان کے ہاں، ان کے درمیان مبلغ رہیں۔ اپنی روزی آپ کمائیں۔ اور پھر ان میں تبلیغ کریں۔ گو اس وقت ہمارے پاس آدمی نہیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید کی جاتی ہے کہ اس جنوبی علاقہ کے لئے مبلغ یہیں سے پیدا ہو جائیں گے اور یہیں سے ہونے بھی چاہئیں۔ کیونکہ جو اپنوں کا اثر ہو سکتا ہے۔ وہ غیروں کا نہیں ہوتا۔ دوسرے وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ آیا نئی تعلیم کا ان کے اپنے آدمیوں پر کیا اثر ہے برادرم شیخ عبداللہ دین محمد موٹ بھی یہی لکھتے ہیں کہ جنوب میں بڑا اعمدہ میدان ہے۔

2 نو مسلم: ہفتہ مختتمہ 21 جون میں دو شخص اسلام میں داخل ہو کر سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہوئے۔ اس ہفتہ میں حضرت مفتی صاحب کا ایک لیکچر سپر یچوئل حال میں ہؤا۔

یہودیوں کے محلّہ میں: اتوار کے روز اپنے جلسہ اور نماز ختم ہونے کے بعد ہم شکاگو کے اس حصہ میں گئے۔ جہاں یہودی لوگ رہتے ہیں۔ ہم ان کے لئے عجوبہ تھے۔ اور وہ ہمارے لئے السلام علیکم اور شولے میلیخم پر وہ ہمیں یہی سمجھیں کہ یہ بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں گو یہ نہ سمجھ سکیں کہ کس ملک کے ہیں۔ پھر ہم ان کو بتلائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ بعض کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مسلمان یا مسلم لوگ کون ہوتے ہیں۔ پھر محمڈن کے لفظ پر چونک پڑیں اور بعض پوچھیں کہ محمڈن لوگ کون ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اس علیحدہ حصہ شہر میں اپنے طور پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے انگریزی بھی نہیں جانتے۔ جیسا کہ شکاگو کے چینی باشندے اکثر انگریزی نہیں جانتے۔ یا اگر جانتے ہیں تو صرف وہی ہندوستان کے دوکانداروں کی طرز کی انگریزی۔

ایک عیسائی سے گفتگو: یہاں یہود کے بازار میں پادریوں کی طرف سے ایک اخبار روم کھلا ہؤا ہے۔ اور اس کی غرض خاص یہودیوں میں تبلیغ ہے۔ اس کے اندر میں گیا۔ چند ایک آدمی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے باتوں باتوں میں دینی گفتگو شروع ہوگئی۔ ایک یہودی جو مسیحیت کی طرف مائل تھا۔ اور دوسرا مسیحی تھا۔ وہ خاص طور پر متوجہ تھے۔ اس مسیحی سے میری گفتگو ہوئی اس نے اسلام کی خصوصیت پوچھی۔ میں نے کہا کہ اسلام کے ذریعہ خدا اب بھی مل سکتا ہے۔ جس طرح پہلے نبیوں کو ملا تھا۔ اور اب بھی اس سے بالمشافہ گفتگو ہو سکتی ہے۔ مجھ سے پوچھنے لگا کس طرح؟ میں نے کہا کہ جس طرح میں اور آپ باتیں کر رہے ہیں۔ اس پر حیران ہوئے۔ یہودی کہنے لگا کہ یہ بات تو بے شک عیسائیت سے بھی زیادہ ہے۔ اس پر وہ عیسائی کچھ بولا۔ میں نے اس کو کہا کہ قرآن شریف کا تم پر احسان ہے جو ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ Jesus کو سچا نبی تسلیم کریں۔ ورنہ تمہاری بائبل اور نئے عہد نامہ پر جائیں۔ تو سچا نبی تو در کنار اس کو تو بھلا مانس یقین کرنا بھی مشکل ہے۔ بعض حوالے اُس کو دکھائے۔

اس پر وہ عیسائی کچھ یُوں بیاں کرنے لگا۔ یہودی کہنے لگا کہ یہ شخص تمہارے سامنے واقعات پیش کرتا ہے اور تم اپنی من گھڑت باتیں پیش کرتے ہو۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہؤا۔ میں نے کہا کہ یہی بات تو تمہارے خلاف پڑتی ہے کہ وہ جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ یہ اس کی سمجھ میں نہ آئے۔ میں نے اس کو استثنا باب 18 دکھلایا۔ میں نے کہا کہ ابھی یہ ایک حوالہ ہے پھر اس کو بتلایا کہ تم لعنت کا مفہوم سمجھو تو کبھی نام نہ لو کہ مسیح سے خدا ناراض ہو گیا مسیح خدا کے قہر کے نیچے آگیا۔ خدا سے دور ہو گیا۔ کہنے لگا کہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے۔ میں نے کہا کہ ایسا دعویٰ تو ہر ایک مصلوب کے لئے ہو سکتا ہے۔ خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ کہنے لگا کہ مسیح کی لائف پاک ہے میں نے کہا کہ نئے عہد نامہ کے رو سے تو حضرت مسیح بڑے مشتبہ چال چلن کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ شراب پینا اور پلانا۔ شراب معجزہ سے بنانا اور خود اس کا مقر ہونا۔ میں نے کہا کہ یہ پہلی بات ہے۔ کہنے لگا کہ اس شراب میں الکحل Alcohol نہ تھا میں نے کہا کہ آپ کیمسٹری جاننے کا دعویٰ کرتے ہوئے ایسی بات کہتے ہیں۔ اس پر وہ یہودی بولا کہ الکحل تو ہر شراب میں ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر تو کوئی شراب شراب ہی ہو نہیں سکتی۔ اس پر اس نے بہت پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ میں بعض الفاظ کے کہنے سے ڈرتا ہوں میں نے کہا کہ آپ خوشی سے فرمائیں میں ہر ایک کے سننے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن خاموش ہو کر رہ گیا۔ چونکہ ہم نے آگے جانا تھا اس لئے یہاں تک بات ختم ہوئی۔ اسی راستہ سے واپس گزرتے ہوئے وہ یہودی دوڑ کر ملا۔ اور کہا کہ کیا واقعی خدا سے کلام ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں، کہنے لگا کس طرح؟ ہم نے کہا کہ اس کے لئے قواعد ہیں۔ کہنے لگا کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ میں نے کہا یہی کہ تم اپنے آپ کو کامل بناؤ اور کامل زندگی بسر کرو اور زندگی سے کامل فائدہ اٹھاؤ۔

کامیاب جلسہ: گزشتہ اتوار صبح کا اجلاس بہت کامیاب رہا مکان بالکل بھرا ہؤا تھا۔ بعض احباب کے لئے بیٹھنے کی جگہ بھی نہ تھی۔ سارا جلسہ کا وقت وہ کھڑے رہے۔ مکان تنگ ہے اگرچہ تین کمرے اکٹھے کر لئے جاتے ہیں۔ کرسیاں اور بنچ بھی کافی نہیں، تاہم دوست اس تکلیف کی پروا نہیں کرتے۔ گرمی بھی زیادہ تھی بعض

لوگ کھلی جگہوں میں انتظام کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس سر دست اس کے لئے ذرائع نہیں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ تمام ضروریات پورا کرتا رہے گا۔ کیونکہ وہی کارساز ہے۔

5 نو مسلم: گزشتہ ہفتہ میں پانچ اشخاص مشرف باسلام ہو کر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اسلامی نام ان کے لطیف، محب الرحمٰن، مبارک، یعقوب - اور عبد المنان رکھے گئے ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

رسول کریم ﷺ کے متعلق لیکچر: اس اتوار کے روز یہاں کے ایک مشہور شخص مسٹر ولاکس نامی نے اپنا اور حضرت مفتی صاحب کا لیکچر نبی کریم ﷺ، پر اخباروں میں اعلان کر دیا۔ اور فون کے ذریعہ مفتی صاحب کو اطلاع دی۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ مجھے بھی بولنے کے لئے وقت دیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب کا لیکچر بہت کامیاب رہا۔ آخر میں مسٹر ولاکس نے حضرت نبی کریمؐ کی تعریف میں بہت سے الفاظ کہے کہ آپؐ بہت بے نظیر انسان تھے دنیا کے بہت بڑے محسنوں میں سے تھے۔ آپؐ کو خدا تعالیٰ پر پکا اور سچا ایمان تھا۔ اپنی ذاتی قابلیت کے لحاظ سے بے نظیر اور لاثانی شخص تھے۔ دنیا میں آپؐ نے اخوت اور مساوات کی بنیاد ڈالی۔ صفحۂ تاریخ پر اپنا روشن نام اور قابل تقلید نمونہ چھوڑ گئے ہیں۔ یہ بھی کہا کہ آپؐ کی تعلیم بدی کا مقابلہ کرنے میں بہت کامیاب ہے۔ بدی کے سامنے جھک جانا آپؐ نے نہیں سکھایا۔(28جون)۔

16-نو مسلم: ہفتہ زیر رپورٹ میں 16 کس مشرف باسلام ہو کر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ خدا تعالیٰ انہیں استقامت عطاء فرمائے۔ ان میں سے 15 ایک مخلص نو مسلمہ نو احمدی کی کوششوں اور لیکچروں کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ترقیٔ ایمان نصیب کرے۔(7جولائی)۔

(اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔28/اگست 1923ء، صفحہ 1-2)

عجائبات امریکہ: گرجوں کے ساتھ دل بہلاؤ کے سامان: اب امریکہ کے گرجوں کے ساتھ دل بہلانے کے سامان پادریوں کو مہیا کرنے پڑے ہیں۔ مثلاً جوا گھر، شراب گھر، تاش گھر، شطرنج وغیرہ تاکہ لوگ خشک جگہ سمجھ کر دور نہ رہیں۔ اور اب گرجوں کی رونق انہی پر آجا کر رہ گئی ہے۔ اب یہاں تجویز ہو رہی ہے کہ نوجوان مرد وعورت جو غیر مناسب جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس کے بعض دفعہ بڑے بد نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ کیوں نہ گرجے اس امر کے لئے کھول دیئے جائیں اور ایسے مرد وعورتوں کے لئے مناسب سہولتیں انہی گرجوں میں مہیّا کی جاویں۔ تاکہ وہ غیر موزوں اور مضرت دہ اثرات سے بچ سکیں۔ بیشک اس پاک جذبہ کا اظہار پاک جگہ کے لئے ہی موزوں ہے۔ لیکن کیا اناجیل بھی اس کی اجازت دیتی ہیں۔ اور یسوع مسیح اسے پسند کرتے ہیں۔

اخباروں میں یہ مضمون (Love parlor in churches urged to save girls) مذکورہ بالا سرخی کے ماتحت بڑے زور شور سے لکھا جارہا ہے۔

لمبی عمر: اب بعض ڈاکٹروں کی یہ رائے ہوئی ہے کہ انسان تھوڑی سی احتیاط سے 140 برس کی عمر تک زندہ رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے جنہوں نے اس طرف توجہ دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بعض آدمی اس سے بھی لمبی عمر تک جیتے رہے ہیں۔ ہنگری میں ایک شخص تھا جو 185 برس کی عمر میں فوت ہوا۔ دو اور شخص تھے جو 170 برس کی عمر پا کر فوت ہوئے۔ پانچ 160 برس کی عمر تک جیے۔ اور پچاس آدمی تاریخاً ثابت ہیں جو 150 برس کی عمر تک پہونچے۔

مگر یہ سب بائبل والی فہرست والے نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا میڈیکل سائنس سے تعلق ہے۔ اور حکماء کی نظر میں وہ آچکے ہیں۔ چنانچہ اب ان حکما کی رائے ہوئی ہے کہ انسان کی عمر کم کرنے میں بائبل کا بہت حد تک دخل ہے جس نے ستر سال انسان کی عمر مقرر کر دی ہے۔ اس عمر پر پہونچ کر انسان کو جینے کا نہیں بلکہ مرنے کا خیال پیدا ہونے لگتا ہے اور خیال کے اثر کے ماتحت وہ بہت جلد مر جاتا ہے۔ اگر یہ خیال ذہن نشین نہ کر دیا جاتا تو مرنے کا خیال انسان کے دل میں کبھی جاگزیں نہ ہوتا۔ بلکہ وہ جیتے رہنے کا خیال کرتا۔ اور اس کے لئے سامان سوچتا۔

زار کا قتل: یہاں اخبارات میں یہ شائع ہوا ہے کہ ابتدا میں سوویٹ کا خیال زار کو قتل کرنے کا نہ تھا لیکن جب زار کے بعض دوستوں نے اس کے چھڑانے کے لیے اور اہل سوویٹ کے تباہ کرنے کی کوشش کی۔ اور زار نے اس میں خاصا حصہ لینا شروع کر دیا تو اس وقت زار اور اس کے خاندان کے قتل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ خبر بھی اخبارات میں گشت لگا رہی ہے۔ کہ برٹش گورنمنٹ اور شاہ حجاز کے درمیان ایک معاہدہ ہو گیا ہے۔ جس کی رو سے فلسطین اور بیت المقدس بھی عرب کے حلقہ میں تسلیم کر لئے گئے ہیں۔

صلیب دینا: لندن کے دارالعوام میں نائب وزیر جنگ سے درخواست کی گئی کہ "صلیب دینا" بالکل موقوف ہو جانا چاہیے۔ یہ ایک سزا ہے جو اس سپاہی کو دی جاتی ہے۔ جس سے خفیف سے خفیف عملی کوتاہی بھی اپنے فرائض منصبی میں سرزد ہو۔ مثلاً اپنے اوزار کا صاف نہ کرنا۔ بوٹ کا صاف نہ کرنا۔ سزا یہ ہوتی ہے کہ دو گھنٹے کے لیے اس کو کسی چھکڑے سے باندھ دیا جاتا ہے۔ اور آتا جاتا اس سے پوچھتا ہے کہ کیوں بھئی کیا معاملہ ہے۔ لوگ ہنسی اور تمسخر کیا کرتے ہیں۔ 20 دن تک یہ سزا دی

جاتی ہے۔ جب اس سزا کی منسوخی کی کوشش کی جارہی ہے تو تعجب ہے کہ ان عیسائی قوموں کو یہ سمجھ کیوں نہیں آتی کہ خدا جوان سے بڑھ کر رحیم ہے وہ کیوں ایک معمولی سہو پر تمام بنی نوع کو گرفت کرنے لگا۔ اور مجبوراً اس کو اپنا بیٹا صلیب دینا پڑا۔ تا کہ یہ صلیب کا نشان ہمیشہ کے لئے اس مذہب کی یادگار بن جائے۔ اب وقت آ گیا ہے۔ کہ یہ "صلیب" بھی ٹوٹے اور انشاء اللہ ٹوٹ رہی ہے۔

لحم الخنزیر سے نقصان: یہاں کے ایک خاندان نے ایک سؤر بڑی احتیاط سے پالا۔ کرسمس کے موقع پر تمام خاندان کی ضیافت پر 40 آدمی نے اس کا گوشت کھایا۔ 35 کو Trichinosis ہو گیا۔ ایک ان میں سے مر گیا۔ اور باقی سخت بیمار رہے یہ بخار صرف سور کے گوشت کھانے سے ہوتا ہے اور اس بخار کا کیڑا جو اس گوشت میں ہوتا ہے ایسا سخت جان ہوتا ہے کہ بعض ڈاکٹروں کے نزدیک تو جب تک گوشت کوئلہ نہ ہو جائے اس وقت تک احتمال رہتا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ کیونکہ وہ ہڈی کے ساتھ کے گوشت میں زیادہ ہوتا ہے۔ اور اکثر ڈاکٹروں کے نزدیک جب تک (ساڑھے تین) 3½ گھنٹہ اس کو نہ اُبالا جائے وہ کیڑا افنا نہیں ہوتا۔

سورج بنسی اور چندر بنسی: سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان کی بنیاد یہاں شروع ہو چلی ہے۔ یہاں کے لوگوں کو بھی بعض دفعہ عجیب خیالات سوجھتے ہیں۔ یہاں ایک مشہور شاعرہ ہیں۔ ان کی لڑکی کو سورج سے شادی کا خیال آیا۔ چار دن متواتر وہ سورج کا انتظار کرتی رہی کہ بالکل آسمان صاف ہو۔ اور سورج اپنی پوری آب و تاب سے نکلے اور اس میں اور سورج میں وہ روحی کشش و مناسبت پیدا ہو۔ جو ہم جنسوں میں ہونی چاہیے۔ آخر کار چار دن اور چار راتوں کے بعد اس کی مراد بر آئی اور بقول اس کے اس کی روح نے محسوس کیا کہ سورج کی روح کا اس پر پرتو پڑ گیا ہے۔ اس پر اس نے اپنی شادی باقاعدہ رچائی۔ اس شادی کے بعد اس کا ارادہ چاند سے شادی کا ہے۔ کوئی اور چاند نہ چڑھا دے کسی نے اس سے کہا کہ چاند سے اگر اس نے شادی کی تو وہ تعدد ازدواج کی مرتکب ہو گی۔ جو کہ ملک امریکہ میں جرم ہے، اس کا جواب اس نے کچھ نہیں دیا اُمید ہے کہ شادی کے بعد خود بخود جواب سوجھ جائے گا۔

رعشہ کا علاج: وی آنا کے ایک ڈاکٹر نے رعشہ کا علاج دریافت کیا ہے۔ بیمار کے اندر ملیریا داخل کرنے کے دو ہفتہ بعد نیو سالورلین بذریعہ پچکاری داخل کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ 300 میں سے 299 بالکل تندرست ہو گئے۔

تعدد ازدواج: یورپ اور یہاں عام طور پر تعدد ازدواج کے مخالف ہیں۔ یہاں تو اس کی خاص طور پر مخالفت کی جاتی ہے۔ اس ملک کا قانون ہے کہ ایسا شخص جو تعدد ازدواج کا قائل ہو اس کو ملک کے اندر داخل نہ ہونے دیا جاوے۔ لیکن عملاً سب اس کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ جس کسی سے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ وہ عملاً تعدد ازدواج کا مصدق معلوم ہوتا ہے۔ جب پوچھا گیا کہ کتنے فی صدی ایسے شخص ہیں۔ جن کو تم جانتے ہو۔ جو عملاً ایک بیوی پر قانع رہے ہوں۔ ہاتھ کھڑا کر کے کہو۔ یہ اس ملک میں قسم کھانے کا دستور ہے۔ اس کا جواب مسکراہٹ یا خاموشی ہے۔ یا بعض دفعہ صاف اقرار۔ یہاں کے دولت مند اگر تمام نہیں، تو اکثر جن کے متعلق سننے میں آتا ہے۔ دو دو تین تین گھر رکھتے ہیں، ایک منکوحہ اور باقی سب غیر منکوحہ۔ بلکہ بعض دفعہ سب کی سب غیر منکوحہ۔ مگر پھر بھی زبان پر تعدد ازدواج کا لفظ جب آتا ہے تو کہتے ہیں کہ ٹھیک نہیں۔

توہم پرستی: لوگ تعلیم یافتہ ہیں، لیکن توہم پرستی کی حد ہو رہی ہے۔ ایک لیڈی نے مجھے لکھا کہ اس کے خاوند سے کسی عورت کی دشمنی تھی۔ اس نے اپنے موکلوں (جنات) کے ذریعہ اس کو دو سو دس فٹ کی بلندی سے گرانا چاہا لیکن اس کے خاوند کے موکل غالب آ گئے اور ان کو بھگا دیا۔

نام کے عیسائی: یہاں کے اکثر لوگ عیسائیت سے بالکل ناواقف ہیں۔ بعض تو یہاں تک بھی نہیں جانتے کہ مسیح کون تھا۔ خداوند یسوع کا نام لے دیں گے۔ اگر پوچھو کہ کون تھا تو کہہ دیتے ہیں۔ معلوم نہیں۔ جو مانتے بھی ہیں۔ ان کو صرف ایک جملہ آتا ہے کہ وہ یعنی خداوند یسوع مسیح نے ہمارے لئے جان دی۔ اور بس۔ اپنے مذہب سے مطلق واقفیت نہیں۔ اکثر ایسے ملیں گے۔ جو ساری عمر کبھی گرجا نہیں گئے۔ سوائے بپتسمہ کے وقت کے۔ ایک عیسائی جرنل میں لکھا ہے کہ جنوبی امریکہ کی حالت اس سے بھی بدتر ہے۔ وہاں بھی ملکانے قسم کے عیسائی ہیں۔ سب پرانی بت پرستوں کی رسومات ان میں جاری ہیں۔ صرف نام کے عیسائی ہیں۔ تعجب ہے کہ عیسائی مشنری مشرق میں جاتے ہیں۔ لیکن ان کو اپنے گھر کی خبر نہیں۔

یہاں بعض مشنری اخبارات میں اب یہاں کے مسلمانوں کے متعلق کچھ کچھ خبریں نکلنی شروع ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ بعض کم فہم لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ یہی کلمہ حضرت مسیح کے حواریوں کے متعلق آج تک لوگ استعمال کر رہے ہیں۔ اور خود عیسائی کہتے ہیں کہ حواری کم فہم تھے اور حضرت مسیح ان کی کم فہمی کے قائل ہیں۔

مختلف قسم کی سہولتیں: یورپ اور اس سے بڑھ کر امریکہ کے دیکھنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ اپنی قوم اپنے ملک کی مادی اور جسمانی بہتری کے لیے کیا کچھ کر سکتی ہے۔ جس قدر سہولتیں اور آسائشیں یہاں تعلیم اور تجارت اور سفر اور صحت جسمانی کے لیے ہیں۔ غالباً اس کا اندازہ ہندوستان میں بیٹھ کر لگانا مشکل ہے۔ تعلیم اس قدر وسیع ہے کہ ہر ایک شخص اخبار پڑھ سکتا ہے۔ اور اخبار بینی کا ہر ایک کو شوق ہے۔ ابتدائی تعلیم مفت ہے۔ اور ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ انسان پڑھ کر محنت مزدوری سے عار نہیں

کرتا۔ میرا ایک دوست ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ وکالت پاس ہے۔ کچھ دنوں یہ کام بھی کرتا رہا۔ لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے جو ابتداء میں پیش آتی ہیں۔ اس کو وکالت چھوڑنی پڑی۔ اب وہ ڈاک خانہ میں ملازم ہے۔ کام اس کا گاڑی سے اپنے کندھے پر بوجھ اتارنا اور لادنا۔ بھاری گٹھے اپنے کندھے پر ہر روز، 9 گھنٹہ تک اٹھاتا ہے۔ اگر کسی نے پانڈی دیکھے ہوں تو وہ اندازہ لگا سکتا ہے۔ لیکن اس کو بہت پھرتی سے کام کرنا پڑتا ہے تمام دن کی محنت سے چور ہو کر رات کو گھر واپس آتا ہے۔ لیکن یہ کوئی استثنائی صورت نہیں۔ بعض جگہ پی ایچ ڈی بھی ایسا کام کرتے ہیں۔ تمام تعلیم یافتہ ہیں۔ جو ایسے کام کرتے ہیں۔ اصل میں ان لوگوں کو سکول میں ہی کام کرنا سکھایا جاتا ہے۔ سکول کی تعلیم کے وقت کے بعد گھر میں تعلیم کا کام نہیں ہوتا۔ ماں باپ اپنے بچوں کو بازار میں کام کرنے بھیج دیتے ہیں۔ کوئی دوکان میں کام کرتا ہے کوئی سوداگر کے پارسل لے جاتا ہے۔ کوئی اخبار بیچتا ہے اس طرح وہ اپنے کپڑے کا خرچ اور زائد خرچ پیدا کرنا سکھلائے جاتے ہیں۔ اور اس کو قطعاً کوئی عار نہیں سمجھا جاتا۔ پھر تین ماہ کی رخصتیں گرمیوں میں ہوتی ہیں۔ ان میں تمام طالب علم کام کرتے ہیں۔ اور محنت مزدوری سے روپیہ کماتے ہیں۔ صحت ان بچوں کی بہت اعلیٰ درجہ کی اعلیٰ سے اعلیٰ ہسپتال۔ سرکاری ڈاکٹر مفت خوراک بہت اعلیٰ درجہ کی صاف اور عمدہ صفائی اور حفظان صحت کا لحاظ۔ میرا وہ دوست جس کا ذکر میں کر چکا ہوں۔ ایک سو بیس ڈالر ماہوار لیتا ہے۔ چونکہ مستقل ملازم ہے۔ اس لیے تنخواہ تھوڑی ہے۔ اور وہ سب سے ادنیٰ درجہ میں ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسرے ہرکاروں کی تنخواہ ہے۔ لیکن ہمارے ہندوستان کے لحاظ سے یہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی تنخواہ سے زیادہ ہے۔

بوڑھے سے جوان: یہاں کے ایک ڈاکٹر نے تجربہ کر کے ثابت کیا ہے کہ بوڑھے آدمی کے اندر سے بعض پرانی غدودیں نکال کر نوجوان کی غدودیں ڈال کر پھر نوجوان بن سکتا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ ستر سالہ بڑھیا جوان ہو سکتی ہے اور بچے جن سکتی ہے۔ اخرجت الارض اثقالھا کا نظارہ پیش ہے۔

(اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 4/ستمبر 1923ء، صفحات 5-7)

کورٹ شپ: ان لوگوں کے اور ایشیائی لوگوں کے اخلاقی اندازوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً یہ لوگ کورٹ شپ میں کوئی برائی نہیں دیکھتے۔ بعض ایسے بھی واقعات ہوئے ہیں۔ کہ بعض کورٹ شپ کے اثناء میں شادی کا وعدہ دیتے ہوئے بہت سی معصوم لڑکیوں کی عصمت دری کے مرتکب ہوئے۔ اور پھر وہ لڑکا اور لڑکی ہر دو کنوارے۔

مَردوں کا کھلونا: یہاں دعویٰ تو بیشک کیا جاتا ہے کہ عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دیے جا رہے ہیں یا دیے گئے ہیں۔ لیکن اصل میں یہ درست نہیں۔ عورتیں بھی سمجھ رہی ہیں کہ ان کو کھلونا سمجھا جا رہا ہے۔ صرف چند سال ان کی جوانی سے فائدہ اٹھا کر پھر ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک بہت بڑی انسٹی ٹیوشن کی ایک عورت افسر ہے۔ اس نے اپنی ماتحت عورتوں کو ہدایات دیتے ہوئے یہ فقرہ لکھا ہے: "عورتیں صرف کھلونے ہیں۔ جن سے مرد کھیل رہے ہیں۔ جب اکتا جاتے ہیں۔ تو ان کو پرے رکھ دیتے ہیں۔"

عیش پرستی میں بچوں کا نقصان: آسٹریا کے ایک بڑے پادری نے دوران وعظ میں بیان کیا کہ صرف امریکہ فرانس اور جرمنی میں گزشتہ سال پچیس لاکھ اٹھائیس ہزار پانچسو بچے صرف عیش پرستی کے خیال سے ضائع کر دیے گئے۔ آسٹریا میں ایک نئی تحریک ہو رہی ہے کہ عیسائی خدا کو موقوف کر دیا جائے۔ وہ ان کے کسی کام نہیں آیا اور پرانے جرمن خدا Wodan کی پرستش شروع کر دی جائے۔ جس کے جھنڈے کے تلے جرمن قوم بڑی فتحمند ہوتی رہی ہے۔

قدرتی رنگین ریشم: فرانس میں ایک پروفیسر نے کامیابی سے تجربہ کر لیا ہے کہ رنگا رنگا یا اور پکے اور چمکیلے رنگوں والا ریشم خود کپڑے کے ذریعہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ کسی نئے رنگ دینے کی ضرورت نہیں۔

تعدد ازواج جبری کیا جائے: اس ہفتہ کے اخبارات میں Czechoslovakia کے متعلق خبر شائع ہوئی۔ وہاں کی پارلیمنٹ کی ایک عورت ممبر نے ایک قانون پیش کیا کہ چونکہ بسبب گزشتہ جنگ اور قحط ملک میں مردوں کی بہت سی کمی ہو گئی ہے اس لیے تعدد ازواج جبری صورت میں جاری اور لازمی کر دیا جاوے۔ جب تک کہ نسبت زن و مرد کی پوری نہ ہو جائے۔ اس وقت عورتوں کی تعداد اس ملک میں مردوں سے قریباً قریباً ڈیوڑھے اور دگنے کے درمیان ہے۔ یہ اعداد شادی کے قابل اشخاص کے متعلق ہیں۔ اس پر پارلیمنٹ کے تمام مرد ممبر اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے۔ اور بڑے زور سے انہوں نے تالیاں بجائیں۔ ان ممبروں کی بیویاں بھی پارلیمینٹ کی گیلری میں بطور تماش بین کے جمع تھیں۔ انہوں نے طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ اور کہا کہ ایسا نہیں ہو گا۔ اس پر مجوزہ نے اُٹھ کر اور ان عورتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر یہ چڑیلیں نہیں مانتیں تو ان کو الگ کر دو۔ اس پر شور و غوغا برپا ہوا۔ اور جلسہ بند کرنا پڑا۔

تعدد ازواج کے متعلق عام رائے: یہاں کا اخبار Tribune مشہور پرچہ ہے۔ ہر روز وہ واقعات حاضرہ کے متعلق پانچ راہ گزروں سے ایک سوال کا جواب لے کر درج کرتا ہے۔ اس کے رپورٹر نے چار مردوں اور ایک عورت سے تعدد ازواج کے متعلق دریافت کیا۔ عورت نے تو مخالفت کی لیکن چاروں مردوں نے کہا کہ انہیں کوئی بری

بات معلوم نہیں ہوتی۔ اس میں حرج ہی کیا ہے۔ ان میں سے ایک کی بیوی ساتھ تھی۔ جس کے ڈانٹنے پر اس نے اپنے الفاظ واپس لے لیے۔

امریکہ میں افیون خوری: اعداد و شمار کی رو سے امریکہ سب سے زیادہ افیون خور ملک ثابت ہؤا ہے۔ اگر اٹلی ایک گرین فی شخص استعمال کرتا ہے۔ تو جرمنی 2- انگلینڈ 3- اور فرانس 4- لیکن امریکہ 36۔ چینی مشہور افیون خور قوم ہے۔ لیکن فی شخص کے لحاظ سے امریکہ چین سے 17 گنا زیادہ استعمال کرتا ہے۔

مرض سرطان: تحقیقات سے ثابت ہؤا ہے کہ ان عیسائی ممالک میں سرطان کا مرض بڑھ رہا ہے اور اگر موجودہ رفتار ترقی کی جاری رہی تو کچھ عرصہ کے بعد خیال کیا جاتا ہے کہ بچپن میں ہی شروع ہو جائے گا۔ اس کی بڑی وجہ شراب اور سؤر کا گوشت ہے۔ اور یہ مرض یہاں عام ہے۔

گرمی کا اثر: یہاں کے لوگوں پر گرمی کا اثر دریافت کیا گیا ہے جوں جوں گرمی تیز ہوتی ہے۔ ان کے کام کرنے اور خود حفاظتی کی طاقت کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جب پارہ 77 درجہ پر پہنچ جائے تو 1/4 دماغی طاقت کم ہو جاتی ہے 93 درجہ پر 1/2 جسمانی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اعلیٰ درجہ کا دماغی کام 42 درجہ حرارت مخصوصہ پر منحصر ہے۔ جسمانی کام کے لئے 62 درجہ کی حرارت درکار ہے۔ رطوبت ہوا 60 درجہ پر ہونی ضروری ہے۔ (اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 4/ستمبر 1923ء، صفحات 5-7)

امریکہ میں تبلیغ اسلام: اس ہفتہ میں ایک شخص مشرف باسلام ہو کر داخل سلسلہ احمدیہ ہؤا، اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ حضرت مفتی صاحب دورہ پر ہیں پہلے جنوبی ریاستوں میں دورہ کرتے رہے اس کے بعد شمال مشرقی میں، مختلف دیہات میں آپ کے لیکچر ہوئے اور اخبارات میں خاص طور پر تذکرہ ہؤا۔

بعض جگہ پادریوں نے مخالفت بھی کی تاہم مجموعی بہت عمدہ اثر ہؤا۔ اس دورہ میں آپ واشنگٹن دارالخلافہ ریاستہائے متحدہ میں بھی گئے ... کھلی ہوا میں آپ کا لیکچر ہؤا۔ کثرت سے مرد و زن جمع تھے بعد لیکچر اکثر نے مل کر شکریہ ادا کیا۔ اب آپ فلاڈلفیا میں جا رہے ہیں۔ اور ان کا ارادہ ہے کہ جاتے جاتے بوسٹن میں بھی لیکچر دے جاویں کیونکہ وہاں سے بھی دعوت آئی ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں میں ساحل امریکہ پر اُترا تھا۔ پریزیڈنٹ ہارڈنگ کی وفات پر ان کی بیوہ اور نئے پریزیڈنٹ صاحب کی طرف سے جواب موصول ہؤا ہے کہ وہ چٹھی کے الفاظ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے سیکرٹری صاحب کی معرفت لکھوایا ہے کہ اگر اس وقت خاص طور پر کام کی کثرت نہ ہوتی تو وہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پاپائے روم کے دربار میں ابھی تک دینی اخلاق اور انبیاء کی تعلیم کا اثر ہے باوجود اس کے کہ یورپ اور امریکہ کی دنیا اس وقت فیشن کی رو میں بہہ رہی ہے تاہم تازہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک پوپ کے دربار میں بسبب مذہب اُن پر اخلاق کا غلبہ ہونے کے کھلم کھلا نئے فیشن نہیں منائے جاسکتے۔ چنانچہ برقیات جو یہاں کے اخباروں میں چھپی ہیں کہتی ہیں کہ بعض عورتیں موزوں لباس میں نہ تھیں لیکن وہ ملاقات کی شائق تھیں۔ پاپائے روم نے اس عذر پر انکار کر دیا کہ اُن کا لباس حیادارانہ نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی آئندہ کے لیے ان کے حضوری کے لیے بعض قواعد لباس کے متعلق مرتب کیے گئے ہیں جو عورت ملاقات کا ارادہ رکھتی ہو اُسے ان قواعد کی پابندی کرنی ہوگی۔ قواعد حسب ذیل ہیں۔

(1) لباس گھٹنوں تک لمبا ہوگا۔ موٹا اور گاڑھا ہوگا۔ پتلا اور باریک بالکل نہیں (عام طور پر فیشن دار عورتیں پنڈلیاں کھلی رکھتی ہیں اور لباس اکتساری)۔

(2) بازو کلائی تک بالکل ڈھکے ہوئے ہوں گے اور گردن ٹھوڑی تک بند ہوگی۔ (یہاں امریکہ میں بازو ننگے ہوتے ہیں، یہاں تک کہ بعض کی بغلیں بھی نظر آتی ہیں بلکہ خود دکھاتی ہیں اور گردن اور چھاتی بہت نیچے تک بالکل ننگی۔ یہ علامت فیشن ہے)۔

(۳) کسی پوڈر رنگ مسی اور سرخی لگانے کی اجازت نہ ہوگی۔ صرف بالوں کے لیے بعض حالتوں میں رنگ کی اجازت ہوگی۔ (یہاں تو پوڈر اتنا اُڑایا جاتا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں آٹا چھانتے چھانتے باہر نکل آئی ہیں۔ یا مزدور سفیدی کی بوریاں جھاڑ کر نکلے ہیں بعینہٖ یہی حالت ہوتی ہے، والسلام۔ خاکسار محمد دین - 18 اگست 1923ء۔ (اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 12/اکتوبر 1923ء، صفحات 9-10)

اہل امریکہ کی زندگی کے دونوں پہلو: اخبار وکیل امرتسر کی 14 جولائی کی اشاعت میں ایک مضمون نگار صاحب کی طرف سے ''اہل امریکہ کے مظاہر حیات'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہؤا ہے، جس میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو واقعی ہندوستانیوں کے لئے قابل تقلید ہیں۔ اور واقعی اگر ہندوستان ترقی کرنا چاہتا ہے تو اس کو اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کرنا چاہئیں جن سے مغربی ممالک نے ترقی کی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ان مغربی اقوام کی ہر بات قابل تقلید ہے۔ جیسا کہ مضمون نگار نے ظاہر کی ہے۔ اہل مشرق کی تمام عادات ایسی نہیں کہ وہ قابل مذمت ہوں۔ حد درجہ کا تکلف بیشک برا ہے۔ لیکن بد تہذیبی اور وحشیانہ پن بھی اچھا نہیں۔ روکھا پن اور اکھڑ پن جیسا کہ ان ممالک میں پایا جاتا ہے ہرگز وہ اخلاق حسنہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کہنا کہ مشرق میں لیے سلام سگرٹ اور قہوہ پیش کیا گیا۔ مگر نوٹ کا خوردہ نہ دیا گیا۔ اس میں کونسی برائی ہے۔ یہاں بھی ایسی ہی بات ہے۔ جب تک کہ کوئی واقف کار نہ ہو۔ تب تک یہاں بھی معاملہ ایسا ہی کیا جاتا ہے اور یہ اچھی بات ہے۔ جعل سازی اور دھوکہ بازی سے انسان بچ جاتا ہے۔

خوش مزاجی بیشک ظاہری طور پر یہاں بہت ہے لیکن جس قدر قتل ڈاکے اور خود کشی کے واقعات اس ملک میں ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی بھی غالباً نظیر کم ہی ملے گی۔ میرا منشاء یہ ہے کہ خوبی کو خوبی کر کے دکھانا کوئی ہرج نہیں لیکن عیب کو خوبی کے رنگ میں دکھانا دوسروں کو دھوکہ دینا ہے اور جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اہل وطن ان ممالک میں آئیں اور یہاں کی خوبیوں سے بہرہ ور ہوں۔ تو اس صور صورت میں اور بھی ضروری ہے کہ ہم مبالغہ آمیزی سے احتراز کریں۔ ورنہ بہت سے نوجوان ایسی تحریروں سے متاثر ہو کر جب آتے ہیں اور جب ان کو واقعات دگر گوں نظر آتے ہیں۔ تو ان کے احساسات کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ اور ایسا دھکہ لگتا ہے کہ پھر ان کی نظروں میں یہاں کی خوبیاں بھی بدیاں ہی نظر آنے لگتی ہیں۔ خود کشی اور قتل کے واقعات ہمیں ہندوستان میں بہت کم پڑھنے میں آتے ہیں لیکن یہاں تو ایک ایک شہر میں ان واقعات کی اس قدر کثرت ہے۔

بعض دفعہ شمار و اعداد کے لحاظ سے ایک شخص غیر ممالک کے باوجود ہزاروں لاکھوں ڈالروں کے مالک ہونے کے زندگی تلخ گزرتی ہے۔ آپ کسی امریکن کو دیکھیں مرد ہو یا عورت اس کے چہرہ پر بے چینی اور اضطراب کے آثار نمایاں ہوں گے مگر باوجود ان امور کے میں کہتا ہوں کہ اہل امریکہ میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں اور ہمارے اہل ملک اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو بجائے چرخہ کاتنے کے یہاں آئیں اور سیکھیں۔ خاکسار محمد دین بی اے مبلغ اسلام—از امریکہ

(اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔16/اکتوبر 1923ء، صفحہ 11)

نو مسلمین: ہفتہ زیر رپورٹ میں 8 کس مشرف بہ اسلام ہو کر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ استقامت دے۔ ایک شخص سے میں نے کہا کہ اچھی طرح سے دیکھ بھال لو۔ اور پوری تحقیقات کے بعد اگر تمہیں یقین ہو کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ تو قبول کرو۔ وہ کہنے لگا میں غور کر چکا ہوں۔ اب میں انتظار نہیں کر سکتا۔

ہندوستانی نوجوان توجہ کریں: ہندوستان کے نوجوان جو سیاسی تحریکوں میں پڑ کر اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔ کیا ہی بہتر ہو کہ وہ امریکہ میں آکر ان علوم میں کمال پیدا کریں۔ جن کی بدولت یہ ممالک آج کل دنیاوی طور پر شاہراہِ ترقی پر گامزن ہیں۔ دنیا کے تمام ممالک میں سے میرے خیال میں امریکہ ایک ایسا ملک ہے۔ جس میں ایک طالب علم اپنا گزارہ آپ کر سکتا ہے۔ یورپ کے ممالک میں یہ حالت نہیں اگر طالب علم با قاعدہ پاسپورٹ حاصل کر کے بغرض تعلیم اس ملک میں آئیں۔ تو علاوہ جہاز کے کرایہ کے صرف پچاس ڈالر ان کے پاس ہونے چاہئیں۔ لیکن ریل کا کرایہ اس کے علاوہ ہے۔ مثلاً ایک شخص اگر نیو یارک اترا ہے۔ اور شکاگو آنا چاہتا ہے۔ تو اس کے پاس علاوہ پچاس ڈالر کے 50 ڈالر اور بھی چاہئیں۔ اور اگر وہ سین فرین سسکو میں اُترے۔ اور شکاگو آنا چاہے تو ایک صد ڈالر ریل کا کرایہ علاوہ پچاس ڈالروں کے۔ نوجوان اگر علو ہمتی سے کام لیں۔ تو ایسا بھی ممکن ہے۔ کہ جہاز کی ملازمت کر کے آسکتے ہیں یا جہاز والوں سے سمجھوتہ کر کے اور تھوڑا سا کام کر دینے پر شاید کرایہ میں بھی کفایت ہو سکتی ہے۔ اگر چہ یہ کام مشکل ہو گا۔ لیکن جو قومیں ترقی کرنا چاہتی ہیں۔ ان کے نوجوانوں میں علو ہمتی۔ محنت و مشقت کی عادت اور ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں بعض طالب علم ہیں۔ جو کام کرتے ہیں۔ اور جب روپیہ کما لیتے ہیں۔ تو یونیورسٹی کا ایک کورس لے لیتے ہیں۔ اس کا امتحان دے کر پھر کام میں لگ جاتے ہیں۔ پھر دوسرا کورس لے لیتے ہیں۔ یہاں اس طرح تعلیم میں آسانی ہے۔ مشکلات بھی ہیں۔ لیکن مشکلات کے بغیر اولوالعزمی بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی حاصل کی ہوئی چیز کا مزہ آتا ہے۔ یہ میں نے ان کے لئے لکھا ہے۔ جن کے والدین امیر نہیں ہیں۔ بعض نوجوان موقع نہیں پاتے۔ جس کی وجہ ناداری ہوتی ہے۔ لیکن یہاں وہ مواقع میسر ہیں۔ پاسپورٹ بہر حال با قاعدہ حاصل کر لینا ضروری ہے۔ جس میں غرض تعلیم درج ہو۔ (3 ستمبر)

نو مسلمین: اس ہفتہ خدا کے فضل سے 7 کس مشرف باسلام ہو کر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ان میں سے تین شخص شیخ احمد دین صاحب جن کے سپرد St Louis کی شاخ ہے کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور بیش از پیش خدمات کا موقع دے۔ نو مسلمین کے امریکین اور اسلامی نام حسب ذیل ہیں:-

اسلامی نام۔	امریکن نام
حوا	Mrs. Yoonne Angers
حلیمہ	Miss Dirthy Rhamsing
سلیمہ	Miss Elicacucn Rhamsing
کریم	Mr. Alphanso
ولید اد	Mr. Willaim Wilson
الف دین	Mr. Alped Wilson
طلحہ	Mr. G.R. Fox

احمدی نوجوانوں سے خطاب: گزشتہ رپورٹ میں میں عرض کر چکا ہوں کہ ہندوستان کے نوجوان کو چاہیے کہ امریکہ میں آئیں۔

اور صنعت و حرفت اور علم حاصل کریں۔ اس رپورٹ میں، میں خاص طور پر احمدی نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ جن کی صحت اچھی ہو۔ اور ہاتھ سے کام کرنے اور روزی کمانے کو عار نہ سمجھتے ہوں ان کو چاہیے کہ وہ اس ملک میں آئیں محنت مزدوری کر کے بھی یہاں لوگ تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں۔ تبلیغ بھی ساتھ ساتھ کر

سکتے ہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ یہاں کے نو مسلمین یہاں کے مشن کا بار اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اس کے لئے دلوں میں تحریک کرے۔ اور اس کے لئے سامان بہم پہنچا دے۔ رسالہ مسلم سن رائز کو بھی ارادہ ہے نئے سال سے بجائے سہ ماہی کے ماہوار کر دیا جاوے۔ وباللہ التوفیق۔ خاکسار محمد دین از شکاگو 10 ستمبر 1923ء

(اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 23/ اکتوبر 1923ء، صفحہ 2)

نو مسلم: ہفتہ زیر رپورٹ میں پانچ کس مشرف بہ اسلام ہو کر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ الحمد للہ۔ ان کے نام مسیحی اور اسلامی ہر دو بالمقابل درج ہیں۔

Mr. Sylvestr Slanlon	محمد سلیم
Mr. Husta Chamblee	مخلص
Mr. J. D. Gibson M.D	محمد
Miss Anna Aekesin Shaheen	ساجدہ
Miss Americs Cowfood	عالیہ

مسٹر گبسن ایک بڑے تعلیم یافتہ ڈاکٹر اور سرجن ہیں۔ احباب ان سب کی استقامت کے لئے دعا فرماویں اتوار کے جلسہ باقاعدہ ہو رہے ہیں۔ اور عربی کے اسباق کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے وہ بھی جاری ہے۔

کاروبار سلسلہ کے متعلق تجاویز: یہاں کے مشن کو ایک مستقل صورت دینا تا کہ یہ اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہو جائے یہاں کے دوستوں کے سامنے ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ایک ہال - قبرستان اور پریس کا سوال بھی درپیش ہے۔ اور یہاں کے دوست سوچ رہے ہیں۔ کہ ان کو عملی شکل دی جاوے۔ میرا کامل ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں کے لیے کوئی احسن صورت ضرور پیدا کر دے گا۔ وماتوفیقی الا باللہ۔

روحانی اصلاح کی طرف توجہ: یہاں کے لوگوں کے یہ امر ذہن نشین ہوتا چلا جاتا ہے کہ محض مادی ترقی کسی قوم کو دیر تک قائم نہیں رکھ سکتی۔ بلکہ جب اس پر انحصار شروع ہؤا تو گویا سمجھو کہ زوال کے دن نزدیک ہیں۔

یورپ کا عبرت ناک نقشہ ان لوگوں کے سامنے ہے چنانچہ سابق پریزیڈنٹ جمہوریت امریکہ مسٹر ولسن جن کے نام نامی سے تمام دنیا واقف ہے۔ انہوں نے اخباروں میں لکھا ہے کہ جب تک روح کا علاج نہ کیا گیا۔ اس وقت تک امریکہ کی خیر نہیں۔ بلکہ روس اور جرمن کا نظارہ اور خاص کر وسطی یورپ کی حالت وہ لوگوں کے پیش کر رہے ہیں۔ یہی حال وہ کہتے ہیں۔ کہ جلد یا بدیر امریکہ کا ہو گا۔ اگر اس وقت خبر نہ لی گئی۔

عجیب قانون: یہاں کے بعض قوانین عجیب قسم کے ہیں۔ یعنی یہ قانون کتابوں میں تو نہیں۔ لیکن عام طور پر زیر عمل ہیں۔ یہاں اکثر ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں کہ عورتیں اپنے خاوندوں یا آشناؤں کو قتل کر دیتی ہیں۔ لیکن جب ان کا مقدمہ پیش ہوتا ہے تو عجیب دستور ہے۔ اگر عورت خوبصورت ہو تو پھر ایک اصول ہے کہ خوبصورتی کی خوبصورت شے کو خود بھی ضرورت ہے۔ اور دنیا کو بھی چاہیے کہ اس کے فائدے سے محروم نہ کیا جاوے۔ اس لئے یا تو اکثر بری یا ضمانت پر چھوڑ دی جاتی ہیں۔ یا محض ہلکی سزا۔ حال میں ہی ایک واقعہ ہؤا ہے کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کا سر ہتھوڑے سے پھوڑا تا کہ دوسرے نوجوان سے شادی کرے۔ بدقسمتی سے وہ بدصورت ہے۔ اس لئے سزائے پھانسی تجویز ہوئی۔ اس پر سخت شور پکار پڑی ہے۔ کہ اگر یہ عورت خوبصورت ہوتی۔ تو اس کو کبھی ایسی سنگین سزا نہ دی جاتی۔ یہاں تک کہ جیوری جس نے یہ فیصلہ دیا ہے۔ ان جیوری والے مردوں کی عورتیں اپنے خاوندوں سے قطع تعلق پر تلی ہوئی ہیں۔

عورتوں کی حجامت: انڈیا میں شاید حیرانی ہو لیکن یہاں یہ معمول ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح حجاموں کی دوکانوں پر جا کر عین پبلک اور رہگزروں کی نظروں میں کرسی پر ڈٹی ہوئی حجامت بنوا رہی ہیں۔ اور حجام کا استرا اور قینچی برابر چل رہی ہے۔ پہلے تو مجھے بھی دیکھ کر حیرانی ہوئی۔ مگر میرے دوستوں نے کہا۔ کہ ابھی اور بہت کچھ دیکھو گے۔

ان پڑھ: باوجود دنیا میں مادی ترقی کے اعلیٰ معراج پر پہنچا ہؤا ہونے کے بھی اس ملک میں گزشتہ مردم شماری کے رو سے ایک کروڑ اور ستر لاکھ آدمی ان پڑھ ہیں۔ کل آبادی ساڑھے گیارہ کروڑ ہے۔

سرعت عمل کا اندازہ: مادی ترقی اور سرعت عمل کا اندازہ لگانا تو جون کے آخر میں شائع ہؤا تھا کہ صرف سیر کرنے کے لیے آٹو موبیل یعنی موٹر کاروں کی تعداد اس ملک میں ایک کروڑ اور تیس لاکھ ہے۔ فورڈ کے کارخانہ میں سے ہر سال اب چھ لاکھ موٹر کار طیار ہو کر نکلتی ہے۔ صرف شکاگو کے شہر میں جس کی آبادی 30 لاکھ ہے۔ صرف سیر تفریح والی موٹر کاروں کی تعداد تین لاکھ سے زیادہ ہے۔ باقی سامان ادھر ادھر لے جانے اور سٹریٹ کار میں بسیں۔ ٹریکٹرز ان کی تعداد بالکل جداگانہ ہے۔

خاکسار محمد دین - از شکاگو) (اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 6 نومبر 1923ء، صفحات 1-2)

اسلام کا عیسائیت سے مقابلہ

نو مسلمین: اس ہفتہ چار اشخاص مشرف بہ اسلام ہو کر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ ان میں سے ایک 35 سال تک خود پادری رہ چکے ہیں اور وہ بھی اچھے تعلیم یافتہ۔

ایک پرجوش نو مسلمہ: سسٹر سعیدہ ایک بڑی پرجوش نو مسلمہ ہے۔ وہ گاہے گاہے وعظ کرتی ہے۔ اس کا اپنا فرض منصبی اس قدر سخت ہے کہ اس کی ملازمت 24 گھنٹے کی ہے۔ لیکن ایک دن کا وقفہ اس کو مل جاتا ہے۔ اس میں وہ تبلیغ کرتی ہے۔ گزشتہ اتوار

کی شام اس نے دو گھنٹہ تک لیکچر دیا۔ بہت سے لوگ اس کے لیکچر سے متاثر ہو کر مسجد احمدیہ میں تشریف لا رہے ہیں۔ اور تبادلہ خیال کر رہے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک مشرف باسلام بھی ہو گئے ہیں۔ کئی ایک زیادہ واقفیت اور اطلاع چاہتے ہیں۔

ایک بت پرست رئیس اور پادری صاحبان: کونگو افریقہ کے ایک علاقہ میں کوئی بت پرست رئیس ہے جو تخت نشینی چھوڑ کر عزلت گزینی کی طرف مائل ہؤا ہے۔ اس کی یک صد کے قریب بیویاں لونڈیاں باندیاں ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ ان میں سے پچاس جوان جوان اپنے بیٹے کے حوالے کر دے۔ یہاں سے بعض پادری اس کو اس امر سے باز رکھنے کے لیے جا رہے ہیں۔ بات تو اچھی ہے۔ لیکن پادری صاحبان ذرا پہلے اپنے گھر کی طرف توجہ کریں۔

مٹی کا تیل کیونکر بنا: ایک سائنس دان نے تحقیقات کی ہے کہ مٹی کا تیل جو زمین میں بعض حصوں سے نکلتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی وہ حصہ سمندر کی تہ میں تھے اور وہاں مچھلیاں ان گنت تعداد میں تھیں۔ زلزلہ آیا۔ تہ سمندر یک لخت شق ہوئی۔ جیسا کہ جاپان میں ہؤا ہے۔ اور مچھلیاں ڈھیروں ڈھیر غرق زمین ہو گئیں۔ پھر اندرونی حرارت کی وجہ سے جب یہ خشکی بنی۔ تو ان مچھلیوں کے جسم سے یہ پٹرولیم بن گیا۔ (20ستمبر 1923ء)

(اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 9نومبر 1923ء، صفحات 1-2)

نو مسلمین: اس ہفتہ کی میٹنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 8 اشخاص مشرف باسلام ہو کر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے جن کے اسلامی نام حسب ذیل ہیں: (1) عبد الرحمٰن (2) عبد الحق (3) رحم دین (4) فضل بی بی (5) مسعود (6) فضل کریم (7) رحیم اللہ (8) قدیر بخش

حضرت مسیح اور امام حسین کی قربانی: اس جلسہ میں میں نے حضرت مسیح کی اس زندگی کا جو موجود اناجیل میں مذکور ہے۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مقابلہ کر کے دکھلایا اور بتایا کہ اگر تحمل بردباری - صبر - جوانمردی اور دین کے راستہ میں اپنی جان قربان کرنے میں کوئی شخص دنیا کا منجی قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو پھر اسلام کی ہزاروں مثالوں میں سے ایک یہی مثال ایسی ہے کہ حضرت مسیح کی انجیلی قربانی کو بالکل پھیکا کر دیتی ہے۔ حضرت مسیح تو بقول انجیل چھپتے بھاگتے پھرتے ہیں۔ اور جب پکڑے جاتے ہیں۔ تو مایوسی کی حالت ان پہ طاری ہو جاتی ہے۔ اور کہتے ہیں۔ **ایلی ایلی لما سبقتنی**۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا اس سے زیادہ مایوسی اور ناامیدی کا اور کیا نمونہ ہو سکتا ہے۔ اہل اللہ تو ہر مصیبت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی بشریت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ سمجھا کہ گو ان سے ان کی حفاظت اور مدد کا وعدہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات غنی اور بے پرواہ ہے۔ اس لیے ڈرتے ڈرتے یہی کہا کہ مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

مددگار اصحاب: عزیزم چودھری عبد الحمید صاحب بھی اب شکاگو تشریف لے آئے ہیں۔ اور علاوہ اپنی تعلیم کے کبھی کبھی وہ بھی میری امداد فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ اتوار انہوں نے بھی ایک بہت عمدہ مختصر سی تقریر کی۔ سید عبد الرحمٰن صاحب اور برادر محمد یوسف خان صاحب بھی شکاگو میں ہی ہیں۔ اور میرا ہاتھ بٹاتے رہتے ہیں۔ گو ان ہر سہ کو اپنی تعلیم وغیرہ میں بہت سا وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔

سائنس اور عیسائیت: ایک انگریز سائنس دان نے حال میں ہی کیمرج میں ایک لیکچر کے دوران میں کہا ہے کہ 2123ء میں دنیا مادی طور پر اتنی ترقی کر جائے گی کہ برقی قوت تمام کاروبار کے لئے آلہ ہوائی سے مہیا کی جاوے گی۔ اور بجائے قدیم طریقہ افزائش نسل اور پیدائش انسان کے عورت کے رحم میں بچہ کو نو ماہ رکھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ مرغیوں کے انڈوں کی طرح بجلی کی مشین سے کوئی انتظام کر لیا جاوے گا۔ اگر ایسا ہؤا تو مسیحیت کا رہا سہا ستون بھی ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ دردِزہ کو علامتِ سزائے گناہ گردانا گیا ہے۔ اس سے چھٹکارا ہو جائے گا۔

عیسائیوں کے اپنے ملک کی حالت: اس ملک میں ایک خفیہ سوسائٹی ہے۔ جس کا نام کو کلکس کن [Ku Klux Klan] ہے۔ اصل میں تو اس کا مقصد کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ نسلی امتیازات کو قائم رکھنے اور یہود اور کیتھولک کے پنجہ سے امریکہ کو نجات دینے کے لئے بنائی گئی ہے۔ مگر عام طور پر ان کے نشانہ رنگین اقوام کے لوگ ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ نقاب پوش بن کر نکلتے ہیں۔ اور بعض بعض مقامات میں بہت سینہ زوری دکھلا رہے ہیں رات کو لوگوں کو ان کے گھروں سے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ سزائیں دیتے ہیں۔ زخمی کر دیتے ہیں۔ مثلہ بنا دیتے ہیں۔ اور بعض کو قتل تک بھی کر دیتے ہیں۔ اور ظاہری عذر ان کا یہ ہے کہ چونکہ ملک کا قانون اس قسم کا ہے کہ بہت سے مجرم بچ کر نکل جاتے ہیں۔ اس لئے وہ اصل مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔ گویا گورنمنٹ کے اندر ایک نئی گورنمنٹ بنا رہے ہیں۔ ہر ایک ریاست، ضلع اور مقام میں ان کے جتھے ہیں باقاعدہ انجمنیں ہیں۔ چنانچہ ایک ریاست جس کا نام Oklahoma ہے۔ اس میں ان کا اس قدر زور ہے کہ بہت سے سرکاری عہدہ دار اور مقامی پارلیمنٹ کے ممبر ان میں شامل ہیں۔ وہاں کا گورنر کسی وجہ سے ان کا مخالف ہو گیا ہے۔ اور ان کی آپس میں خوب چلی ہے۔ گورنر نے مارشل لا جاری کر دیا ہے۔ دیکھیں اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ٹریبون شکاگو کا مشہور اخبار ہے۔ اس کی 24 ستمبر کی

اشاعت میں ایک کارٹون نکلا ہے۔ جس میں Uncle Sam (قومی نام امریکہ کا ہے) کھڑا ہے۔ اخبار ہاتھ میں ہے۔ جس میں Oklahoma کے فسادات چھپے ہوئے ہیں۔ سامنے اس کے ایک مکان ہے جس کی کھڑکیوں میں ان تمام جگہوں کے فسادات کے نظارے دکھائے گئے ہیں۔ جہاں اس قسم کی کارروائیاں ہوئی ہیں۔ اور ایک بڑا دروازہ ہے۔ جس میں سے بہت سے لوگ پادری شکل باہر جارہے ہیں۔ دروازہ کی محراب پر لکھا ہے ہمارے مشنری غیر ممالک میں۔ اس دروازے کے داہنے جانب لکھا ہے بت پرستوں کے لیے پیغام اور محبت اور بشارت اور بائیں جانب برادرانہ محبت لکھا ہے۔

Uncle Sam یہ تمام نظارہ دیکھ کر کہتا ہے کہ مشنریوں کے اس بڑے انبوہ میں سے جو باہر جارہے ہیں۔ بعض کی تو گھر میں بھی ضرورت ہے۔ بات بڑی صحیح ہے۔ یہ غیر ملک میں جانے سے پہلے گھر کی تو خبر لے لیں کہ یہاں جس قدر بے دینی اور بت پرستی ہے۔ اس کا دسواں حصہ بھی بیرونی دنیا میں نہیں مل سکے گا۔ افسوس ہے۔ کہ اگر ان کے پاس قرآن شریف ہوتا۔ تو پہلے ضرور گھر کی خبر لیتے اور گھر کی خبر لینے سے پہلے اپنی خبر لیتے۔ (اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 4 دسمبر 1923ء، صفحہ 9)

امریکہ میں عیسائیت کی حالت: عرصہ زیر رپورٹ میں دو آدمی مشرف باسلام ہو کر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ہم سب کو استقامت دے۔

عیسائیت کا اب اس ملک میں خاتمہ نظر آرہا ہے کیونکہ جن اصول پر عیسائیت کی بناء ہے۔ یعنی مسیح کا مر کر جی اُٹھنا اور اس سے اُتر کر مسیح کی بے پدر ولادت اور بائبل کا کلام الٰہی ہونا۔ ان سب سے انکار ایک بڑے پیمانہ پر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ علاقہ نیویارک کے ایک بشپ صاحب Manning نامی ہیں انہوں نے ایک اپنے ماتحت پادری سے جواب طلبی کی کہ اس نے کیوں ان امور کا اپنے لیکچر میں اعلان کیا۔ اس پر ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ اس سے قبل ایک ڈاکٹر گرانٹ صاحب تھے۔ انہوں نے بھی کھلم کھلا اپنے انکار کا اعلان کیا تھا۔ اور اس سے بھی جواب طلبی ہونے پر اس کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تھا۔ اس پر بشپ صاحب کسی مصلحت کے ماتحت خاموش ہو گئے لیکن ان کے اپنے حلقہ کے پانسو پادری Dr. Parks کی امداد پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ یہ صرف نیویارک کے اپسکوپل چرچ کا حال ہے۔ آج کی خبر ہے کہ اور دوسرے فرقوں میں بھی ہلچل پیدا ہو گئی ہے۔ یعنی 1. Presbyterian 2. Baptist 3. Unitarian and 4. Methodist۔ ڈاکٹر پارکس کی امداد پر 500 پادری ہیں۔ جو ایک مسلک میں منسلک ہیں اور اس کا نام Modernists ہے۔ ان کے اعتقادات حسب ذیل ہیں کہ اللہ کی ذات ہے لیکن وہ بغیر جسم کے ہے۔ تمام قدرت میں اس کا ظہور ہے۔ لیکن وہ روح ہے۔ اور مادہ سے بالکل جدا ہے۔ اس کی کوئی انسانی شکل نہیں۔

(2) دوزخ و جنت کوئی نہیں۔ صرف تمثالی صورت ہے۔

(3) حیات بعد الموت و بقا اس جسم میں نہیں۔ گو شخصیت قائم رہے گی لیکن حشر اجساد کوئی نہیں۔

(4) مسیح کا بن باپ پیدا ہونا بے ثبوت ہے۔

(5) پُرانے عہد نامہ کے معجزات صرف افسانے ہیں اور نئے کے ایجاد دہندہ۔ اور مسیح جادو گر نہ تھا۔

(6) آسمان پر چڑھنے کا قصہ خرافات میں سے ہے۔

ایک چھوٹے سے علاقہ میں سے صرف پانسو پادریوں کا ان باتوں سے انکار باقی ملک کی حالت اس پر قیاس کی جاسکتی ہے۔ مگر تعجب ہے کہ پھر بھی اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ صرف تعلیم کا سوال رہ جاتا ہے۔ وہ بھی ان میں سے اکثر کا خیال ہے کہ مسروقہ چیز ہے۔ بلکہ بعض تو ان میں سے مسیح کی ہستی کو بھی فرضی خیال کرتے ہیں۔ اور پھر عیسائی کے عیسائی۔

چند پرانے خیال کے بھی لوگ ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب ایران میں پادری رہ چکے ہیں۔ فارسی عمدہ لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ خط ان کے آدھے فارسی اور آدھے انگریزی میں ہوتے ہیں۔ عبرانی بھی جانتے ہیں۔ ان سے میری عیسائیت اور اسلام پر خط و کتابت ہے۔ پہلے تو میں ان کو بہت نرمی اور تحقیقی جواب جہاں تک مجھے علم تھا اپنی طرف سے دیتا رہا۔ مگر وہ پھر وہی اعتراض دہرا دیں اور میرے جوابات کو صرف یہ کہہ کر ٹال دیں کہ غلط ہیں۔ مسیح کے بے گناہ ہونے پر بہت زور دیا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف پر گندے اعتراضات پرانے ہندوستان والے پادریوں کے شروع کر دیے۔ میں نے یہ سمجھ کر کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے سیدھے نہیں ہوتے۔ یسوع صاحب کی لائف جو انجیلوں میں ہے۔ اس کا تھوڑا سا خاکہ لکھ کر بھیجا۔ معجزہ شراب، شراب خوری، زبان درازی، ماں کی بے ادبی - فاحشہ عورتوں سے اختلاط، اس پر پادری صاحب چیخ پڑے۔ میں نے ان کو لکھا کہ ابتداء آپ کی طرف سے ہوئی ہے۔ اب یہ بھی سنئے ایک اعتراض ان کا یہ تھا کہ قرآن میں مریم کو بنت عمران اور اُخت ہارون کہا ہے۔ یہ غلط ہے۔ نبی کریم ﷺ کو معاذ اللہ اتنی بھی واقفیت نہ تھی۔ پہلے میں نے ان کو انسانی طور پر اس کا جواب لکھا۔ لیکن کہیں کہ یہ دور کی تاویل ہے۔ آخر میں نے مجبور ہو کر کہا کہ یسوع صاحب اپنے آپ کو ابن داؤد اور ابن آدم کے نام سے پکارتے ہیں۔ کیا وہ لوگوں کو دھوکا دے رہا تھا۔ اس پر بہت سٹ پٹائے۔ اب ان کے خطوط میں وہ جوش و خروش نہیں اگرچہ مجھے کوس رہے ہیں۔ والسلام۔ (اخبار الفضل، قادیان دارالامان۔ 22 فروری 1924ء، صفحہ 8)

حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ کی بطور مبلغ امریکہ تقرری کے موقع پر تقریبات

6 جنوری کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف سے جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے سابق ہیڈماسٹر ہائی سکول کو ان کے امریکہ میں بطور مبلغ جانے کی تقریب میں چائے کی دعوت دی گئی۔ اساتذہ اور طلبا کی طرف سے ایڈریس پڑھے گئے۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ اور اخیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تقریر فرمائی۔ (اخبار الفضل قادیان دارالامان، 8 جنوری، صفحہ 1)

اساتذہ کا ایڈریس

بخدمت جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے مجاہد اسلام

مکرم و معظم جناب مولوی صاحب السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہم اساتذہ اور طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول کو یہ سن کر کہ امروز فردا میں آپ کسر صلیب کے لئے امریکہ تشریف لے جانے والے ہیں۔ از حد خوشی ہوئی۔ اور ہم اس عظیم الشان خدمت پر آپ کو متعین ہوتے ہوئے دیکھ کر مسرت کا اظہار کرتے اور آپ کو مبارک باد کہتے ہیں۔ مولانا المکرم! گو آپ کا اس مبارک خدمت پر متعین ہونا ہمارے لئے کوئی نئی باتیں نہیں۔ اس سے پہلے بھی جن بزرگان سلسلہ نے صلیب پرستوں کے گھروں میں جاکر کسر صلیب کے مبارک کام کو سرانجام دیا ہے۔ یا جو آج کل اس خدمت پر مامور ہیں۔ قریباً کُل کے کُل مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے متعلم یا معلم رہے ہیں۔

مگر ہمارے بزرگ و محترم مولوی صاحب! آپ کا اس عظیم الشان خدمت پر مامور ہونا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی ایک غرض ہے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ اور طلباء کے لئے خاص طور پر موجب فخر اور قابل شکریہ ہے کیونکہ آپ کا ہمارے سکول کے ساتھ دیرینہ اور گہرا تعلق ہے۔

ہمارے واجب التعظیم مولوی صاحب! ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ نے کس طرح دنیوی وجاہت کو لات مار کر خدمت دین کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے نفس کی قربانیاں کی ہیں۔ آپ نے محض خدمت دین کی خاطر ابتداء میں صرف پانچ روپے تنخواہ پر سکول میں کام کرنا منظور فرمایا۔ اور اپنی حسن لیاقت سے آہستہ آہستہ ترقی کی۔

ہاں آپ نے پرنسپل صاحب علی گڑھ کالج کی درخواست کو رڈ کر دیا جو آپ کو اڑھائی سو روپے کی اسامی پر حیدرآباد بھیجنا چاہتے تھے۔ مگر دار الامان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ستر روپے تنخواہ کو بڑے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

مولوی صاحب! آپ نے بڑی بے نفسی کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اُٹھتی ہوئی پود کو سنبھالا۔ اور قوم کے بچوں کی بڑی تن دہی کے ساتھ تربیت کی۔

مکرم مولانا! وہ وقت ہمیں یاد ہے۔ جب مولوی صدر الدین صاحب نے یہاں سے جاتے ہوئے متکبرانہ لہجے میں کہا تھا کہ وہ دن آتے ہیں۔ جب یہ سکول کی عمارت عیسائیوں کے ہاتھ میں ہوگی مگر خدائے غیور نے آپ جیسے غریب طبع اور سادہ مزاج انسان کے ہاتھ سے اس سکول کی دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرواکے دکھائی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے کام میں ایسی برکت رکھی کہ ہمارا سکول کیا بلحاظ تعلیم و تربیت اور کیا بلحاظ تعداد طلباء بیش از پیش ترقی کرتا چلا گیا۔ اور حاسد بدخواہ کو سوائے جلن کے کچھ اور نصیب نہ ہؤا۔

واجب الاحترام مولانا! آپ نے اپنی لیاقت خداداد اور حسن سلوک سے اپنے شاگردوں اور اساتذہ سکول کے دلوں میں گھر کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے شاگرد آپ کے ثناء خوان ہیں اور عملہ سکول آپ کا مدح طراز۔

واجب الاکرام مولوی صاحب! نونہالان جماعت کی تعلیم تربیت کے فرض کو سرانجام دیتے ہوئے آپ کسر صلیب کے کام سے بھی غافل نہیں رہے۔ وقتاً فوقتاً آپ کے مضامین صلیب پرستی کے خلاف رسالہ ریویو آف ریلیجیز میں شائع ہوتے رہے ہیں جو اس مقدس کام کے ساتھ آپ کے طبعی اُنس کا اظہار کرتے ہیں۔

محترم مولانا! اس سمیع و بصیر ذات نے آپ کے اس طبعی جوش و غیرت کو نوازا اور قریباً بیس سالہ قومی اور اندرونی اصلاح کی خدمات کو سرانجام دینے کے بعد فتنۂ دجالیہ کو پاش پاش کر دینے کے واسطے آپ کو مخصوص کیا۔ اور آپ رسالہ ریویو آف ریلیجیز کے ایڈیٹر ہوگئے۔ تاہم ہائی کلاسز کی تعلیم و تربیت کے ساتھ آپ کو کچھ تعلق رہا۔ جو ہمارے لئے قابل شکریہ تھا۔ اب گو ہمارا سکول آپ کی مربّیانہ نوازشوں سے محروم ہوتا ہے۔ مگر یہ معلوم کر کے کہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ آپ کا قدم بیش از پیش ترقی پر ہے۔ اور آگے ہی آگے بڑھتا جارہا ہے۔ ہمیں بڑی خوشی اور اطمینان حاصل ہے تثلیث پرستی کے گھر میں جاکر تثلیث کے گند کو دور کرنے اور سرچشمۂ توحید سے انہیں سیراب کرنے کی خدمت آپ کے سپرد ہونا آپ کو مبارک ہو۔

مربّی و محسن مولانا! ہمیں کامل اُمید ہے کہ جس سرخروئی کے ساتھ آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے فرائض مفوضہ سے فارغ اور سبکدوش ہوئے ہیں۔ اس سے

بڑھ کر ظفر مندی کے ساتھ اپنے مذکورہ بالا فرض سے خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ سبکدوش ہوں گے۔

جناب مولوی صاحب! یہاں آپ دلوں کی سادی اور صاف تختیوں پر خوشنما الفاظ لکھ دیا کرتے تھے۔ مگر وہاں آپ کو ان بھیڑیوں کا سامنا ہو گا۔ جو بھیڑوں کی شکل میں آپ کے پاس آئیں گے۔ اور اس فتنۂ عظیم سے آپ کو سابقہ پڑے گا۔ جسے فتنۂ دجال کہتے ہیں۔ اور جس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ گو آپ کے سامنے ایسی باتیں کرنا لقمان کو حکمت سکھانا ہے، مگر اس لئے کہ یہ ایک خاص تحریک کا وقت ہے۔ جبکہ آپ اپنے اعزا و اقربا سے محض خدمت و نصرت دین کی خاطر علیحدہ ہو کر کالے کوسوں جانے والے ہیں۔ ایسے وقت کی کہی ہوئی بات خاص اثر دل پر کیا کرتی ہے۔ اس لئے ہم آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ یہ غلبہ شیطان کا آخری اور عظیم الشان اور خطرناک حملہ ہے۔ ہاں یہ وہی حملہ ہے۔ جس کی نسبت ذات باری نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:-

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا

اور یہ وہی جنگ ہے۔ جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

جنگ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یا رب سخت ہے یہ کارزار
ہر نبیٔ وقت نے اس جنگ کی دی تھی خبر
کر گئے وہ سب دُعائیں باد و چشم اشکبار
اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگِ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچ کر
اے مری جاں کی پناہ فوجِ ملائک کو اتار

پس یہ عظیم الشان مہم ہے۔ اور بڑی عظیم الشان مہم ہے۔ جن کے سر کرنے کا آپ نے بیڑا اٹھایا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی ہمت و کوشش میں وہ فوق العادت برکت دے جس سے یہ عظیم الشان مہم آپ کے لئے بالکل سہل ہو جائے۔ گو یہ خوفناک مہم کمر کو توڑ دینے والی ہے۔ مگر گزشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کی دعاؤں کی برکت سے اور موجودہ وقت میں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام اور حضور کے ساتھ سب مومنین کی دعاؤں کی برکت سے یہ مہم بہت آسان ہو گئی ہے۔ اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ نصرت کے دروازے کھل رہے ہیں۔ اور

بُفت این اجر نعمت راد ہندت اے اخی ورنہ

والا مضمون ہے۔ پس صلیب کے پاش پاش ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اور آپ لوگوں کی تھوڑی تھوڑی ہمتوں کے بڑے بڑے اجر ملنے والے ہیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا عملہ اساتذہ اور طلباء آپ کی اس تیاری کے موقع پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کو مظفر و منصور واپس لائے آپ بھی اپنے سفر کی گھڑیوں میں خاکساروں کو یاد فرمائیں۔ اور ہمارے حق میں دعا کریں۔

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ہماری عاجزانہ التجا ہے کہ حضور مولوی صاحب کی نسبت دعا فرماتے ہوئے ہمارے حق میں بھی دعا فرما دیں کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے بھی کسر صلیب کرنے والے بڑے بڑے بہادر اور چشمۂ توحید کے جاری کرنے والے جانباز پیدا کرے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام۔ اساتذہ تعلیم الاسلام - ہائی سکول - قادیان

طلباء ہائی سکول قادیان کا ایڈریس

بخدمت مولوی محمد دین صاحب بی اے

استاذی المکرم و حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ و حاضرین مجلس!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ - آج ہم ایک ایسی مجلس میں اجتماع رکھتے ہیں۔ جس کو ملکوت اعلیٰ کے فرشتے بھی پیار کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اور جس کی مقدس محفل پر بزم انجم بھی جھکی پڑتی ہے۔ کیونکہ سچ فرمایا ہے کہ

آسمان سجدہ نماید بزمینے کہ بُرد
یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

حُضّار کرام! یہ اجتماع ایک مجاہد اسلام کے لئے وداعی پارٹی ہے۔ جس میں احباب اس مجاہد دین برحق کو مبارکباد اور کامیابی کی دعا دینے کو آئے ہیں۔ جو عنقریب ہم سے جدا ہو کر نئی دنیا میں حق کی صدا بلند کرنے کے لئے روانہ ہوں گے۔ ہمارے یہ مجاہد استاد جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے سابق مینجر تعلیم الاسلام

ہائی سکول و ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ہیں۔ جو کہ دین محمدی کے خادم ہو کر ہمارے مخدوم ٹھہرے ہیں۔

ہمارے محترم! آپ جس عظیم الشان کام کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔ اس کی حقیقی قدر دانی تو وہی مالک حقیقی کر سکتا ہے۔ جس کے نام پر اور جس کے دین کی اشاعت کے لئے آپ جارہے ہیں۔ ہم تہ دل سے آرزو مند ہیں۔ کہ خدائے برتر جناب کو علم اسلام بلند کرنے میں کامیاب فرمائے اور جناب کی قربانیوں کو قبول فرما کر جناب کو اور احمدی جماعت کو مسرور و شاداں ہونے کے مواقع عطا فرماتا رہے۔

مولوی صاحب مکرم! ہم جانتے ہیں کہ یہ عہد وہ مبارک عہد ہے۔ جس کی خبر تمام پاک نوشتوں میں دی گئی۔ آج تمام نبیوں کی پیشگوئیوں کے ظہور کا زمانہ ہے۔ اور مغرب سے آفتاب اسلام کے چمکنے کا وقت ہے۔ مبارک ہیں آپ کہ آپ کے ذریعہ آفتاب اسلام مغرب سے طلوع ہوتے ہوئے ہم دیکھیں۔ یقیناً یقیناً آفتاب اسلام کے طلوع کے ساتھ ساتھ آپ کا نیز ممالک غربیہ میں جانے والے دیگر مشعل برداران اسلام کا نام بھی زیر تاباں ہو کر افق تاریخ پر روشن رہے گا۔ اور ہماری جماعت کے لئے مایہ فخر و ناز ہو گا۔

مکرمنا آج حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کا دور ہے۔ اس لئے ہم دلی تمنا کے ساتھ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اسی طرح مظفر و منصور فرمائے جس طرح حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ کے دور خلافت میں جناب عمر ابن العاص کو افریقہ کے میدانوں میں تبلیغ حق کے لئے کامیاب فرمایا تھا۔ بلکہ آپ کی عمر کا ایک، ایک دن ایسا مبارک ہو کہ آپ ہزاروں سعیدوں کی افواج کو فتح کریں۔ اور لاکھوں دلوں کو تسخیر کرنے میں ایک فتح نصیب جرنیل ثابت ہوں۔

معزز حاضرین مجلس۔ اس وقت حزن اور سرور کی دو متضاد نہروں کی لہریں ہمارے سینوں میں چل رہی ہیں۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ آنجناب مولوی صاحب کا تعلق ہمارے سکول کے ساتھ بیس سال سے ہے۔ اور آپ میں سے ہر ایک شخص اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ چند گھنٹوں اور دنوں کے تعلقات کے بعد جدائی از حد شاق گزرتی ہے۔ لیکن ہم اس غم کو پیارے مسیح موعود کا پیغام پہنچانے کی خاطر قربان کرتے ہیں۔ غم کیا ہم تو مال اور جان اس پر نثار کرنے کو تیار ہیں۔ آپ کا تعلق ہم سے والدین کی طرح تھا۔ آپ کی شفقت کو ہم کن الفاظ میں بیان کریں۔ قلم میں طاقت نہیں کہ ان الفاظ کو لکھ سکے۔ اور نہ کاغذ متحمل ہو سکتے ہیں۔ ہاں اب ہم یہی کر سکتے ہیں کہ ہم ذات باری کے آستانہ پر جبین نیاز رکھ دیں۔ اور اپنی دعاؤں کے ذریعہ اس کے فضل کے طالب ہوں۔ تاکہ وہ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

مکرم مولوی صاحب ہمیں امید واثق ہے کہ آپ کے دل میں ان دیرینہ تعلقات نے ضرور جگہ کی ہو گی۔ پس ہم آپ سے التجا کرتے ہیں کہ آپ ہمیں اور اسکول کو اپنے گوشۂ دل سے نکال نہ دیں۔ ہماری التجا اتنی ہی نہیں۔ بلکہ ہم اس سے بھی آگے قدم رکھتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ کہ آپ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ اور مجاہد کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی اس نعمت عظمیٰ سے حصہ دے اور ہمارے ذریعہ سے کفرستان کی فوج تتر بتر ہو۔ اور ہم اسلام کے نیّر تاباں کو دنیا کے آفاق میں چمکتا ہؤا دیکھیں۔ اور وہ دن جلد آئے کہ پیارے اسلام اور مسیح موعود کا دنیا میں بول بالا ہو۔

سیدنا خلیفۃ المسیح۔ حضور والا کی بارگاہ میں ہم خادموں کی بھی درخواست ہے۔ کہ حضور والا درگاہ الٰہی میں اپنے۔ مبارک ہاتھ دعا کے لیے اٹھائیں۔ اور ہمیشہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں ہمارے مکرم مسافر تبلیغ کے لئے اور ہم خادموں کے لئے خدا تعالیٰ سے فضل و رحمت طلب فرمائیں۔ بالآخر ہم اپنے محترم بزرگ کو وداع کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

طلباء ہائی سکول قادیان

مولوی محمد دین صاحب بی اے مبلغ اسلام کا جواب

سیدی و احباب کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج جس طرح اور جن الفاظ میں میرے عزیز و احباب نے میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ اور حضور اور دیگر بزرگان نے اپنی شمولیت سے میری عزت افزائی کی ہے۔ اس کے لیے میں اللہ تعالیٰ کا اور پھر حضور اور دیگر بزرگان و احباب کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں۔ کم ہے۔ جہاں میرے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ میرے لئے میرے بزرگان و احباب اپنے دل میں جگہ رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے ایک افسوس و حسرت بھی لاحق حال ہے۔ وہ افسوس اس لئے کہ اتنا عرصہ قادیان شریف میں رہا۔ اور حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود اور حضرت خلیفہ اول اور پھر حضور کے شرف صحبت سے بہرہ اندوز ہونے کا مجھے موقع ملا لیکن میں نے اس موقع سے پورا فائدہ نہ اٹھایا۔ اس وقت حسرت میرے دامنگیر ہے کہ اگر میں تھوڑا تھوڑا دینی علم بھی حاصل کرتا رہتا تو بھی ایسا تہی دست نہ ہوتا۔ جیسا کہ اس وقت ہوں۔ میری حالت اب اس طالب علم کی سی ہے جس کے سر پر امتحان آ پہنچا ہو لیکن اس نے اپنا تمام وقت کھیل کود میں گزار دیا ہو۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایسے وقت میں تو ان طلباء کے حواس بھی بجا نہیں رہتے۔ جنہوں نے اپنا وقت اچھی طرح گزارا ہوتا ہے۔ پھر

ان کا کیا حال جنہوں نے کچھ بھی نہ پڑھا ہو۔ اور یک لخت امتحان سر پر آجائے۔ انٹرنس کے امتحان کا موقع مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ تاریخ انگلستان ہم رٹا کرتے تھے۔ سارا دن یاد کرنے کے بعد جب شام کو اپنے ذہن میں دہرانے کی کوشش کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک بھی واقعہ یاد نہیں۔ یہ باوجود یاد کرنے کے حالت ہؤا کرتی تھی۔ اس لئے میں ہی جانتا ہوں کہ میری حالت کیسی ہے۔ یا پھر اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جانتا ہے۔ میری اس حسرت کا پھر کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا۔ جب کہ میں اپنی نیت کو دیکھتا ہوں۔ جس کو میں لے کر پہلے دن لاہور سے بعزم ہجرت قادیان روانہ ہؤا۔ ایف اے تک میری تعلیم تھی اور ساری عمر اسی خیال میں گزری تھی کہ تعلیم مکمل کر کے میں دنیا کماؤں گا۔ اور دنیا میں ناموری حاصل کروں گا۔ کہ اچانک فضل الٰہی میرے شامل حال ہؤا۔ اور میں محض یہ ارادہ لے کر گھر سے چل نکلا کہ قادیان شریف جاکر قرآن شریف پڑھوں گا۔ اور اس پاک وجود کی صحبت میں رہ کر اصلاح نفس کروں گا۔ شاید کہ میرا بیڑا پار ہو جائے۔

ملازمت وغیرہ کا خیال بھی میرے دل میں نہ تھا۔ یہ ایک نیت تھی۔ جس کو میں آج تک یہی سمجھ رہا ہوں کہ اچھی نیت تھی۔ چنانچہ جب ایک دفعہ مجھے میری شامت اعمال کی وجہ سے پلیگ ہوگئی۔ تو میں نے اس نیت کا واسطہ دے کر دعا کی۔ اور خدا نے مجھ پر رحم کر دیا۔ اور اس کے بعد بھی جب کبھی مجھ پر مشکلات کا ہجوم ہؤا۔ تو میں نے اسی نیت اور اپنے عجز کو پیش کر کے گریہ وزاری کی تو اللہ تعالیٰ نے میرے مشکلات دور کر دیے۔ اس لئے جب میں اس نیت کو دیکھتا ہوں اور اپنی دون ہمتی اور تکاہل و تکاسل پر نظر کرتا ہوں۔ تو میری بے عملی ایک حسرت و افسوس کا نقشہ میرے سامنے پیش کر دیتی ہے۔ نیت میری یہ ہو۔ اور موقع مجھے ایسا ملے۔ اور میں فائدہ نہ اٹھاؤں۔

چنیں زمانہ چنیں دور و ایں چنیں برکات
تو بے نصیب روی وہ چہ ایں شقا باشد

ایک دوسری غلطی یہ واقع ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ تک میرا یہی خیال رہا کہ انسان کو اپنے نفس کی اصلاح کی طرف ہی توجہ کرنی چاہیے۔ اگرچہ یہ خیال بھی محض خیال ہی کی حد تک رہا۔ اس پر عمل کی طرف توجہ بہت کم ہوئی۔ مگر اس خیال نے بھی ایک رنگ میں دینی تعلیم حاصل کرنے میں روک پیدا کر دی۔ کیونکہ خیال ہی رہا کہ جس قدر پند و نصیحت روز سنتے ہیں۔ اگر اس پر بھی عمل ہو سکے۔ تو انسان کے لئے بہت کافی ہے۔ بہر حال اس غلطی سے پورے طور پر آگاہی نہ ہوئی۔ جب تک کہ حضور کا زمانہ نہ آیا۔ اب یہ حالت ہے۔ کہ نہ علم ہے۔ اور نہ عمل ہے۔

مگر ایک اطمینان یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایک لکڑی سے کام لے لیا۔ اب بھی اگر وہ چاہے تو تنکے سے کام لے سکتا ہے۔ میری اپنی بصاعت کچھ نہیں۔ لیکن چونکہ خدا کے فرستادہ کا خلیفہ برحق مجھے ایک کام پر مامور کر رہا ہے اس لیے مجھے قوی امید ہے کہ اس کی اور اس کی برگزیدہ جماعت کی دعائیں مجھے ضائع نہ ہونے دیں گی۔ اور چونکہ کام یہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے اس لیے اپنے فضل و کرم سے مجھے وہ خود سکھلائے گا جو مجھے ضروری ہو گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

(اخبار الفضل قادیان دارالامان، 15 جنوری 1923ء، صفحات 7-10)

مبلغِ امریکہ کو زرّیں ہدایات

1923ء کے آغاز میں 7 جنوری کو حضرت مولوی محمد دین صاحب امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو مفصّل ہدایات و نصائح لکھ کر دیں۔ جن کا خلاصہ یہ تھا کہ نو مسلموں کو اسلامی اخلاق کا پابند بنائیں۔ ان کا مرکز اور خلیفۂ وقت سے عاشقانہ تعلق اور قربانی کی روح پیدا کرنے کی کوشش کریں دعا پر زور دیں۔ سیاہ اور سفید نسل والوں کو ایک ہی نظر سے دیکھیں۔ سیاست سے الگ رہیں۔ قرآن مجید پر تدبر کریں۔ ایسی تمام مجالس سے بچیں جو لغو کاموں پر مشتمل ہوں۔ اپنی زندگی سادہ اور بے تکلف بنائیں۔ پہلے مبلغین کی خدمات کا دل زبان اور قلم سے اعتراف کریں۔ یہ امر خوب یاد رکھیں کہ ہم آدمیوں کے پرستار نہیں بلکہ خدا کے بندے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضورؓ نے ایک اہم نصیحت فرمائی کہ خلیفۂ وقت کی فرمانبرداری اپنا شعار بنائیں اور یہی روح اپنے زیر اثر لوگوں میں پیدا کریں۔

(تاریخ احمدیت، جلد 4، خلافت ثانیہ کا دسواں سال، صفحہ 398)

بیاد حضرت مولانا محمد دین صاحب مرحوم و مغفور

سید ادریس احمد عاجزؔ کرمانی

قلبِ ہر مومن ہے کس کی یاد میں یوں بے قرار
صبر کا دامان یکسر ہو گیا ہے تار تار

کس لئے مغموم و محزوں احمدی دنیا ہوئی
فرطِ غم سے سب کی آنکھیں ہو گئی ہیں اشکبار

حضرت محمد دین صاحب، صدر، صدرِ انجمن
سُوئے جنت چل دیے از اذنِ ربّ کردگار

مالکِ بختِ رسا، قدسی صفت، فرخندہ فال
بستۂ دامانِ احمدؑ از سرِ آغازِ کار

حق تعالیٰ نے عطا کی تھی انہیں عمرِ طویل
جو بِنائے استقامت پر رہی تھی استوار

خدمتِ دیں کے لئے تھی وقف اُن کی زندگی
تادمِ آخر نبھایا خوب اسے وہ ذی وقار

آنے والوں کے لیے اس میں نہاں درسِ وفا
حق تعالیٰ کی رضا جوئی کی تھی آئینہ دار

اُن کا مسلک تھا وفا کیشی وفاداری مدام
تھے اطاعت کی صفت سے متصف وہ نامدار

صحبتِ مہدیٔ دوراںؑ سے ہوئے تھے فیضیاب
قابلِ صد رشک ہے اُن کی حیاتِ مستعار

شہرِ علی گڑھ کی درسگاہ میں کیا تحصیلِ علم
تھےوہ اس میدان کے اِک شہسوارِ ہوشیار

انتظامی قابلیت کے بھی جوہر اُن میں تھے
چشمِ دُنیا نے جنہیں دیکھا درخشاں آشکار

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے تھے سر دبیر
قادیاں کے قصبے میں وہ نیک سیرت خوش شعار

درس اور تدریس کے فن میں مہارت ان کو تھی
تھے شفیق و مہرباں ہر دلعزیز آموزگار

دین کی تبلیغ کی خاطر'نئی دنیا' گئے
اس مہم میں وہ رہے تھے کامیاب و کامگار

ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز کے تھے مدیر
تھی روانیٔ قلم ایسی کہ تیغِ آبدار

حملۂ پیہم سے باطل کی اُڑائیں دھجیاں
کفر و شرک و دجل کا دامن کیا تھا تار تار

مستفید اُن کے مضامیں سے ہیں اب بھی اہلِ علم
علم کے پیاسوں کو ہر مضموں ہے نہرِ خوشگوار

مدتوں تک مختلف شعبوں کے وہ افسر رہے
اِس عُلوِّ شان پر اُن کو نہ تھا کچھ افتخار

ماتحتوں سے کیا کرتے تھے وہ حسنِ سلوک
ہر طریق مہر و لطف اُن کا رہا سب کاروبار

تقویٰ کی باریک راہوں پر رہے تھے گامزن تھے مجسم سادگی اور طبع کے تھے خاکسار
وہ دعاؤں میں شغف رکھتے تھے مردِ با خدا پیشِ حق گریاں رہے شام و سحر لیل و نہار

حق کی خوشنودی رہا تھا اُن کا مقصودِ حیات
جیتے جی حاصل کیا اس کو زِ فضلِ کردگار

اپنی آنکھوں سے تھا دیکھا احمدیت کا عروج بیج سے پودا بنا، پودے سے نخلِ پُر بہار
تھی خلافت کی اطاعت اُن کی نازِ زندگی ہے اسی نکتے پہ اُن کی کامرانی کا مدار
خوبیاں لکھنے کو اُن کی ایک دفتر چاہیے حق تو ہے بے لوث تھے وہ دین کے خدمت گزار

'کاروبارِ صادقاں ہرگز نہ ماند ناتمام'
خُوب ہے یہ قولِ مہدیؑ و مسیحؑ نامدار

احمدیت کا محافظ ہے خداوندِ یگاں خود کھڑا کرتا رہے گا ایسے انساں بے شمار
دین کے کاموں میں وہ ہر آں رہیں گے منہمک اور تعلق ہو گا اُن کا بس خُدا سے اُستوار
کُل جماعت اور خلافت لازم و ملزوم ہیں ! ہے خلافت ہی جماعت کی حفاظت کا حصار
زلزلے، طوفان، یلغارِ جنودِ کجرواں کم نہیں کر سکتے ہیں ہرگز خلافت کا وقار
ہے خلافت باعثِ تمکینِ دینِ مصطفٰےؐ ملّتِ احمدؐ کی عظمت کا اسی پر انحصار

روزِ محشر تک رہے تاباں خلافت کا چراغ
اس کا حافظ حیّ و قیّوم و قوی پروردگار

ہے دعا اے قادرِ مطلق خدائے کُن فکاں کیجیو اُن کے بلند درجات تا روزِ شُمار
روح کو اُن کی ہو حاصل قُرب تیرا اَے خدا زیرِ ظِلّ رحمت عالم شہِ عالی تبار

عاؔجزِ ناکارہ پر بھی اِک نگاہِ لُطف ہو
اپنی ساری لغزشوں پر ہے خجل اور شرمسار

(ہفت روزہ بدرؔ، قادیان، 12/ ہجرت، 1362ہش مطابق 12/ مئی 1983ء، صفحہ 2)

نوٹ: اس شمارہ کی تیاری میں خصوصی معاونت پر ادارہ النور مکرم ڈاکٹر محمود احمد ناگی (کولمبس، اوہائیو) اور مکرم ظفر محمود احمد ظفر (ہیرس برگ) کا شکر گزار ہے۔
اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔ (مدیران)